احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

امان وشہادت 1385 ھش

مارچ واپریل 2006ء

جلد نمبر 35 شمارہ 3، 4

نگران

مولانا نسیم مہدی

امیر ومشنری انچارج

مدیر اعلیٰ

حسن محمد خان عارف

مدیر

ہدایت اللہ ہادی

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

تکنیکی معاون

محمد سلطان ظفر

معاونین

فوزیہ بٹ، شفیق اللہ

اور بعض دوسرے

مینیجر

عبدالوکیل خلیفہ

پرنٹرز

برادرز پرنٹنگ و فضل عمر پریس

پریس فوٹوگرافر

بشیر احمد ناصر

فہرست مضامین

☆ قرآن مجید 2

☆ حدیث النبی ﷺ 2

☆ پیشگوئی مصلح موعود 3

☆ خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4

☆ اے اہلِ مغرب ڈرو خدا سے ازمکرم مبارک احمد ظفر صاحب 5

☆ قادیان اور اس کے مقدس مقامات ازمکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب 10

☆ شجرِ عظیم ازمکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب 23

☆ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات کی روشنی میں ازمکرم سید ساجد احمد صاحب 24

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اظہارِ خوشنودی 26

☆ رشتہ ناطہ کے بارہ میں صدر انجمن احمدیہ کے بعض اہم قواعد 27

☆ تحریکِ وقفِ نو کے بارہ میں چند ضروری ہدایات ازڈاکٹر شمیم احمد صاحب 27

☆ غذا اور صحت کے بارہ میں مضامین کی تحریک ازملک لال خاں صاحب 27

☆ مکرم پروفیسر مرزا منظور احمد صاحب کی چند یادیں ازمکرم مرزا عزیز احمد صاحب 28

☆ اہم تربیتی پروگرام ازمکرم عبدالحلیم طیب صاحب 29

☆ اور بعض دیگر اعلانات 29

سرِورق: قادیان اور اس کے مقدس مقامات

قرآن مجید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝١
يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢
هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٣
وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٤

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

وہی ہے جس نے امّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

(سورۃ الجمعہ 62:1-4)

حدیث صلی اللہ علیہ وسلم

۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ حَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُوْنَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِيْ سُلْطَانَهٗ۔ (ابن ماجہ باب خروج المهدی)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مشرق سے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو مہدی علیہ السلام کی راہ ہموار کریں گے یعنی اس کی ترقی اور اس کے تسلط کے لئے کوشش کریں گے۔“

(ابن ماجہ۔ باب خروج المہدی)

۔ يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ۔ (مسند احمد مصری)

تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گا۔ وہی امام مہدی اور حکم اور عدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔

چاہئیے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔

(کشتی نوح)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام

دارالنجات کا دروازہ

یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے تا کہ یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

(حجتہ الاسلام۔ روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 12)

سچا مذہب

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 13)

قرآن کی خوبیاں

مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 34)

غلبہ دین

اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دکھاؤں، اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 432)

تعلیمات حقہ کی اشاعت

خدا تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف وحقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 596)

خوشخبری

زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلا واسطہ ملہم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلا واسطہ ملہم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 311)

روزنامہ ''جنگ'' لندن میں جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہونے والی جھوٹی خبر کی پُر زور تردید

آنحضرت ﷺ کا مقام نہایت ارفع واعلیٰ اور آپ کا دور قیامت تک ممتد ہے

تمام دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ سرگرم عمل ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ فرمودہ 3 مارچ 2006ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 3 مارچ 2006ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے روزنامہ جنگ لندن میں جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہونے والی صریحاً جھوٹی بے بنیاد اور حقائق کے خلاف خبر کی پرزور تردید فرمائی۔ حضور انور کا یہ خطبہ حسب سابق ایم ٹی اے پر تمام دنیا میں براہ راست نشر ہوا اور مختلف زبانوں میں اس کا رواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ لندن سے شائع ہونے والے اخبار ''جنگ'' نے ایک ایسی خبر شائع کی ہے جس کا جماعت احمدیہ کے عقائد سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ جو حقائق کے بالکل خلاف اور محض ایک شرارت ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ پر یہ گندہ الزام لگایا گیا ہے کہ جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا عہد اور تعلیمات کا دور نعوذ باللہ ختم ہو چکا ہے نیز ڈنمارک سے شائع ہونے والے بے ہودہ خاکوں کے حوالہ سے بھی جماعت احمدیہ کی طرف صریحاً جھوٹ منسوب کیا گیا ہے حالانکہ سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے بے ہودہ اور غلیظ خاکوں کی اشاعت کے خلاف آواز اُٹھائی تھی اور اس سلسلہ میں ڈنمارک کے اخبارات میں ہمارے مشنری کا انٹرویو بھی شائع ہوا کہ ان کارٹونوں کی اشاعت کے زخم سے ان کا دل چور ہے اور بہت دکھی ہے۔ اسی طرح وہاں کے مقامی احمدی عبدالسلام میڈسن صاحب کا بھی تفصیلی بیان شائع ہوا جس میں انہوں نے ان کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ڈنمارک کے وزیراعظم کو مسلم ممالک کے سفیروں سے بات چیت کرنی چاہئے تھی جس سے انہیں اس مسئلہ کی اہمیت کا پتہ چلتا کہ اس سے آنحضرت ﷺ کے ماننے والوں کے دل کس قدر دکھ محسوس کر رہے ہیں۔ اخبار نے لکھا کہ میڈسن صاحب کے دل کو بھی ان کی اشاعت سے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ ڈنمارک میں کسی کی توہین کرنے سے متعلق قانون تو موجود ہے لیکن فساد کو روکنے کے لئے قانون کو نافذ کرنا بھی ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس گھناؤنی حرکت پر یہ ہمارے ردعمل تھے۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی بے پناہ محبت ہے۔ خود بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

حضور انور نے فرمایا کہ تمام دنیا میں لغو خاکوں کی اشاعت کے خلاف ہمارے احتجاجی بیانات اور پریس ریلیز کا سلسلہ جاری ہے۔ آنحضرت ﷺ کی محبت ہمارے ایمان کا جزو ہے جس کے بغیر ہماری زندگی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی ارفع اور بلند شان کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند ارشادات پڑھ کر سنائے کہ :

''آنحضرت ﷺ اظہار سچائی کے لئے مجدد اعظم تھے۔ آپ گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے اس میں کوئی نبی آپ کا شریک نہیں۔ وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت زمرد اور الماس اور موتی میں نہیں تھا۔ غرض وہ کسی ارضی اور سماوی چیز میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولا سید الانبیاء وسید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔''

حضور انور نے فرمایا کہ جہاں تک جہاد کے مسئلہ کا تعلق ہے۔ آج ان کے دانشور بالکل وہی نظریہ پیش کر رہے ہیں جو جماعت احمدیہ کا ہے۔ (بقیہ صفحہ 27)

اے اہلِ مغرب! ڈرو خدا سے

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب
ایڈیشنل وکیل المال، لندن

اے اہل مغرب! سنو خدارا
نہ اپنی حس سے بڑھو خدارا
نہ بوجہل تم بنو خدارا

نبیؐ کی ہتک نہیں گوارا
کئے کی توبہ کرو خدا سے
اے اہلِ مغرب ڈرو خدا سے

بہت بُری ہے جو کی جسارت
مٹا دو دل سے ہر اِک عداوت
خدا وگرنہ کرے گا غارت

نہ کرنا توہین پھر دوبارہ
کئے کی توبہ کرو خدا سے
اے اہل مغرب ڈرو خدا سے

جلیل بھی ہے جبار بھی ہے
قدیر بھی ہے قہار بھی ہے
وہ ذات میں اپنی ضار بھی ہے

وہ توڑ دے گا یہ زعم سارا
کئے کی توبہ کرو خدا سے
اے اہلِ مغرب ڈرو خدا سے

اے حبِ احمد کے دعویدارو!
تم عینکِ جہل تو اُتارو
وجود سارا ہے نُور جس کا
ہے قلب صافی ہی طور جس کا
خدا کا آنا ظہور جس کا
یہ نار بولہی کہاں سے
یہ بوئے بوجہلی کہاں سے
اے حبّ احمد کے دعویدارو

حرا میں جس نے شمع جلائی
تو روشنی شش جہت پہ چھائی
یہ کائنات اس سے جگمگائی
سیاہیوں کا دخان کیسا
یہ نفرتوں کا طوفان کیسا
اے حبِّ احمد کے دعویدارو

وہ رحمتوں کا انعام لایا
محبتوں کا پیام لایا
سلامتی کا نظام لایا
یہ توڑا پھوڑی کا کام کیسا
اے حبِّ احمد کے دعویدارو

رحیم بھی ہے بشیر ہے وہ
محبتوں کا سفیر ہے وہ
سراج و بدرِ منیر ہے وہ
خدارا اس پہ نہ گرد ڈالو
اے حبّ احمد کے دعویدارو
درود اُس پر سلام اُس پر

قادیان اور اُس کے مقدس مقامات

مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب
ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی

قادیان کی تاریخ و محل وقوع

حضرت بانی جماعت احمدیہ سیدنا مرزا غلام احمد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء واجداد میں سے ایک شخص حضرت مرزا ہادی بیگ صاحب جو فارسی الاصل (یعنی ایرانی خاندان) میں سے تھے۔ سمرقند کے علاقہ سے ہجرت کر کے مختلف مقامات کا سفر طے کرتے ہوئے اپنے 200 ساتھیوں کے ساتھ 1530ء میں اس جگہ قیام پذیر ہوئے جہاں اب قادیان آباد ہے۔ اس وقت یہ علاقہ جنگل بیابان تھا۔ دور تک کوئی آبادی نہ تھی۔ اپنے اس آباد کردہ گاؤں کا نام انہوں نے ''اسلام پور'' رکھا۔ جو تغیر و تبدّل کے مختلف مراحل طے کرتا ہوا ''اسلام پور قاضی'' پھر ''قادیان'' بن گیا۔ کیوں کہ اس علاقہ کی بھینسیں بہت مشہور تھیں اس لئے اسے ''ماجھا'' کہا جاتا تھا۔ قادیان لاہور سے 70 میل اور امرتسر سے تقریباً 36 میل کی مسافت پر واقع ہے۔ اسی طرح بٹالہ سے اس کی دوری 11 میل اور گورداسپور سے 18 میل ہے۔

اسی قادیان میں حضرت بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 13 فروری 1835ء کو پیدا ہوئے۔ اور 26 مئی 1908ء کو آپؑ کی وفات لاہور میں ہوئی۔ وہاں سے آپؑ کا جسد مبارک قادیان لایا گیا اور 27 مئی 1908ء کو آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔ سیدنا امام مہدی علیہ السلام کو مولد و مدفن ہونے کی وجہ سے قادیان ساری دنیا میں شہرت پا گیا۔ اور جماعت احمدیہ کا ابتدائی اور دائمی مرکز بھی قرار پایا۔ 1947ء میں تقسیم ملک سے قبل قادیان کے گردونواح بٹالہ، امرتسر، گورداسپور، پٹھان کوٹ میں بسنے والے مخالفین احمدیت قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی دھمکیاں دیتے تھے۔ منارۃ المسیح کو گرانے اور بہشتی مقبرہ کی قبور کو اکھیڑنے کی بابت قسمیں کھاتے تھے۔ مگر تقدیر الٰہی نے ان کے بزرگوں کی قبور و مساجد کا نام ونشان مٹا دیا۔ کہاں گئی محمد حسین بٹالوی کی قبر و مسجد اور ثناء اللہ امرتسری کی مسجد و منزل۔ ان شہروں میں ان کا کوئی نام بھی باقی نہیں رہا۔ لیکن اس کے بالمقابل جسے جھوٹا کہا گیا اس کی قبر پر ہر روز دعا کرنے والوں کا تانتا لگا رہتا ہے۔ منارۃ المسیح سے پانچ وقت اذان بلند ہوتی ہے جو نہ کبھی بند ہوئی اور نہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بے شمار براہین صداقت میں سے ایک عظیم برہان نہیں تو اور کیا ہے؟

قادیان کی اہمیت حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا تھا:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلاَ ثَۃِ مَساجِدَ، مَسجِدِی ھٰذَا وَ مَسجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسجِدِ الاَ قْصیٰ

(صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المساجد الثلاثۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کجاوے نہ باندھے جاویں مگر تین مسجدوں کی طرف۔ میری اس مسجد (مسجد نبوی مدینہ منورہ) اور مسجد حرام (خانہ کعبہ) اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔

اسی مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

سُبحَانَ الَّذِیْ اَسرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَارَ کْنَا حَوْلَہٗ (سورۃ بنی اسرائیل 2:17)

ترجمہ: پاک ہے وہ جو رات کے وقت اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مسجد اقصیٰ سے مراد اس جگہ یروشلم کی مسجد نہیں بلکہ مسیح موعود علیہ السلام کی مسجد ہے جو باعتبار بعد زمانہ کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے''

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 19)

''سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔''

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 21)

''سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔''

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 21)

مذکورہ بالا حدیث اور بعض دوسری احادیث پر اگر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد روحانی اور دینی استفادہ کے لئے صرف اور صرف مدینہ کی ''مسجد نبوی'' اور ''خانہ کعبہ'' اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد اقصیٰ کی طرف ہی سفر اختیار کیا جائے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 14 مرتبہ الہاماً فرمایا:

یأتون من کل فج عمیق''

(تذکرہ، صفحہ 50)

یعنی اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1891ء میں جلسہ سالانہ کا آغاز کرتے وقت تحریر فرمایا:

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید اور اعلاءِ کلمۂ دینِ حق پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ 324)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت میں 'قوموں کے آملنے کا ذکر ہے۔' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ''لا تشد الرحال'' ملنے کے لئے سواریوں کو تیار کرنے کا ارشاد ہے۔ آقا اور خادم کے کلمات بڑی شان سے پورے ہو رہے ہیں اور قیامت تک پورے ہوتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَآءِ النَّھْرِ... رواہ ابو داؤد

(مشکوۃ۔ باب اشراط الساعۃ)

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص خروج کرے گا نہر کے پرے یا ورے۔

اس حدیث کے عین مطابق سیدنا حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں پیدا ہوئے جو کہ دریائے بیاس سے چند میل کے فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہے۔

☆ اسی طرح ایک حدیث حضرت شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب جواہر الاسرار قلمی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مقامِ ظہور کے بارہ میں تحریر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''دراربعین **قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَدِعہ''**

یعنی اربعین میں لکھا ہے کہ مہدی علیہ السلام کا خروج کدعہ بستی سے ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی نکلے گا ایک بستی سے جسے کدعہ کہا جائے گا۔ کدعہ سے مراد قادیان ہے۔

سابقہ مذہبی کتب میں قادیان کا ذکر

انجیل مقدس میں ''ایک نئے یروشلم'' کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں آیا ہے:

''اُس نئے یروشلم کا نام جو میرے خدا کے پاس سے آسمان سے اترنے والا ہے اور اپنا نیا نام اُس پر لکھوں گا۔''

(مکاشفہ یوحنا 3:12)

اور اسی ''یروشلم'' کے متعلق عہد نامہ قدیم میں لکھا ہے کہ ''اے یروشلم میں نے تیری دیواروں پر نگہبان مقرر کئے ہیں۔''

(یسعیاہ 62:6)

''اُسی روز یروشلم سے آبِ حیات جاری ہوگا جس کا آدھا بحرِ مشرق کی طرف بہے گا ور آدھا مغرب کی طرف۔ گرمی سردی میں جاری رہے گا اور خداوند ساری دنیا کا بادشاہ ہوگا۔ اسی روز ایک ہی خداوند ہوگا اور اس کا نام واحد ہوگا۔''

(زکریاہ 10:14)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''یروشلم سے مراد دراصل دارالاماں ہے۔ یروشلم کے معنی ہیں وہ سلامتی کو دیکھتا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے کہ وہ پیشگوئیوں میں اصل الفاظ استعمال کرتا ہے اور اس سے مراد اس کا مفہوم اور مطلب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر بیت المقدس یعنی مسجد اقصیٰ ہے اس مسجد کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ کا رکھا ہے۔ کیوں کہ اقصیٰ یا باعتبار بعدِ زمانہ کے ہوتا ہے اور یا بُعدِ مکان کے لحاظ سے۔ اور اس الہام میں **اَلْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تأثیرات زمانی کو لیا ہے۔''

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 451)

ثابت ہوا کہ وہ ’’نیا یروشلم‘‘ قادیان ہے۔ دیواروں پر نگہبان مقرر کئے جانے کی پیشگوئی لفظ ’’دارالامان‘‘ اورالہام ’’اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ ‘‘(تذکرہ ،صفحہ 428) کے ذریعہ پوری ہوگئی اوراسی نئے یروشلم سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ روحانی آبِ حیات جاری ہوا۔ جوساری دنیا کوسیراب کررہا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔

ویدمیں قادیان کا نام قدون لکھا ہے۔ (بحوالہ سوکت 97 منتر3)

حضرت بابا نانک جی فرماتے ہیں:

’’اک جٹیٹا ہوسی پراساں تو سو برس بعد ہوسی۔ وٹالے دے پرگنے وچ ہوسی‘‘

(جنم ساکھی بھائی بالا والی وڈی ساکھی۔ لاہور: مطبوعہ مفید عام پریس، صفحہ 251)

یعنی ایک جٹ (زمیندار) ہوگا۔ لیکن ہم سے سو برس بعد ہوگا اور وٹالے (بٹالہ) کے پاس ہوگا۔

قادیان کی اہمیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی روشنی میں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان کے متعلق فرماتے ہیں:

☆ ’’خدانے اس ویرانے کو یعنی قادیان کو مجمع دیار بنایا ہے۔ کہ ہر ایک ملک کے لوگ آکر جمع ہوتے ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم۔ روحانی خزائن، جلد21، صفحہ 95)

☆ ’’ایک دن آنے والا ہے جب قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ سچے کا مقام ہے۔‘‘

(دافع البلا روحانی خزائن جلد18 صفحہ 231)

☆ ’’مجھے دکھایا گیا ہے کہ یہ علاقہ اس قدر آباد ہوگا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی۔‘‘

(تذکرہ، صفحہ 782)

☆ ’’ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلیں چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ معمار کی بنی ہوئی ہیں۔ اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور ان کے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں اور روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگ مگا رہی ہیں۔ یکّے، بگھیاں، ٹم ٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔‘‘

(تذکرہ، صفحہ 419)

مقدس مقامات

حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نے قادیان آنے پر اپنی کیفیت کا اظہار کچھ اس طرح فرمایا:

’’میں قادیان آتا ہوں... یہاں وقتاً فوقتاً یکلخت مجھ پر بعض آیات قرآنی کے معانی کھولے جاتے ہیں اور میں اس طرح محسوس کرتا ہوں کہ گویا میرے دل پر معانی کی ایک پوٹلی بندھی ہوئی گرادی جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں قرآن شریف کے معارف دے کر ہی مبعوث کیا گیا ہے اور اسی کی خدمت ہمارا فرض مقرر کی گئی ہے۔ پس ہماری صحبت کا یہی فائدہ ہونا چاہئیے۔‘‘

(سیرۃ المہدی، حصہ اول از حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب، صفحہ 101)

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ نے فرمایا:

’’قادیان شریف میں وہی آرام سے رہتا ہے جو درود شریف بہت پڑھتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے۔ مسجد مبارک میں اللہ تعالیٰ نے مکّہ اور مدینہ کی برکتیں نازل کی ہیں۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل، لندن۔ جولائی 2003ء)

قارئین کرام نے پچھلے صفحات کے مطالعہ سے یہ اندازہ لگا لیا ہوگا کہ قادیان کا ذرہ ذرہ مقدس و قابل احترام ہے۔ علاوہ ان پیشگوئیوں کے جو اس قادیان کے ذریعہ پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں اس کی خاک کو کم و بیش 73 سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدم بوسی کا شرف و فخر حاصل ہوتا رہا۔ اور آپ کی سانسیں اس کی فضاؤں اور ہواؤں کو معطر و مطہر بناتی رہیں۔ بہر حال قادیان کے تمام مقدس و تاریخی و یادگاری مقامات کا ذکر تو ان مختصر سے صفحات میں ممکن نہیں۔ حسب گنجائش چند کا ذکر درج ذیل ہے۔ خاص طور پر وہ مقامات جو دعاؤں اور نوافل کی ادائیگی کے لحاظ سے اہم ہیں، ان کے ذکر کو اولیت دی گئی ہے۔ تا کہ قارئین ان سے استفادہ کرسکیں۔ ان میں سے سرِ فہرست مسجد مبارک ہے۔

مسجد مبارک

قادیان میں مسجد اقصیٰ کی موجودگی میں کسی اور مسجد کی بظاہر ضرورت نہیں تھی۔ کیوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور معدودے چند افراد کے سوا اس میں کوئی

نمازی ہی نہیں تھا۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معمور الاوقات انسان تھے اور مستقبل قریب میں آپ کے سپرد تحریک احمدیت کی قیادت ہونے والی تھی اور آپؑ کے ہاتھوں اسلام کی تائید میں عالمگیر قلمی جنگ کے آغاز کا زمانہ قریب آ چکا تھا۔ اس لئے حضورؑ کو پیش آنے والی اور وسیع علمی و روحانی سرگرمیوں کے لئے ایک ایسے بیت الذکر کی ضرورت تھی جو آپؑ کے تاریخی چوبارے کے پہلو ہی میں ہو۔ حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھاری بشارتوں کے ساتھ ایک مسجد کے قیام کی تحریک ہوئی۔ یہ مسجد جو مسجد مبارک کہلاتی ہے آج بھی پوری شان و عظمت کے ساتھ قادیان میں موجود ہے۔ اور عالمگیر شہرت کی حامل ہے۔

مسجد مبارک کی تعمیر

مسجد مبارک کی بنیاد (حضرت پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عینی شہادت کے مطابق) 1882ء میں اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق کے مطابق 1883ء میں رکھی گئی تھی۔ حضرت اقدس کے چوبارہ کے ساتھ جہاں مسجد کی تاسیس ہوئی دراصل کوئی جگہ موزوں نہیں تھی کیوں کہ ''بیت الفکر'' کے عقب میں گلی تھی۔ اور گلی کے ساتھ آپؑ کے چچا مرزا غلام محی الدین کا رقبہ تھا۔ جس میں ان کے خراس کی قدیم عمارت کے کھنڈر پڑے ہوئے تھے اور اس کے بقیہ آثار میں سے شمالی جانب ایک بوسیدہ سی دیوار کھڑی تھی۔ حضور نے اسی دیوار اور اپنے گھر کی جنوبی دیوار پر اپنے باغ کی دیسی لکڑی سے سقف تیار کرایا۔ اینٹوں کی فراہمی کے لئے بعض پرانی بنیادوں کی کھدائی کی گئی۔ مسجد کا اندرونی حصہ حتمی طور پر 9 اکتوبر 1883ء تک پایہ تکمیل کو پہنچ گیا لیکن اس کی سفیدی بعد کو ہوئی۔

قدیم مسجد کا اندرونی منظر

مسجد مبارک کے اندرونی عمارت کے تین حصے تھے۔ پہلا غربی حصہ امام کا محرابی گوشہ تھا۔ جس کے مغرب اور شمال میں دو کھڑکیاں اور شرقی دیوار میں ایک دروازہ تھا۔ جو لکڑی کے تخت سے بند ہو کر دو ایک فرد کی خلوت نشینی کے لئے ایک نہایت مختصر مگر مستقل حجرہ بن جاتا تھا۔ وسطی حصہ میں چھ چھ نمازیوں کی دو صفوں کی گنجائش تھی۔ اسی حصہ میں بیت الفکر کو کھڑکی کھلتی تھی۔ مقابل کی جنوبی دیوار میں ایک کھڑکی روشنی کے لئے نصب تھی اور باہر کے مشرقی حصہ سے الحاق کے لئے ایک دروازہ لگا دیا گیا تھا۔ مسجد کا شرقی حصہ وسطی حصہ سے نسبتاً بڑا تھا۔ یعنی اس میں بعض اوقات تین حصوں میں کم وبیش پندرہ آدمی نماز پڑھ سکتے تھے۔ اس حصہ سے باہر ایک طرف زینہ تھا اور دوسری طرف نمازیوں کے وضو وغیرہ کے لئے جگہ اور ایک غسل خانہ بھی بنایا گیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام گرمیوں میں استراحت بھی فرماتے تھے اور اسی میں سرخی کے چھینٹوں کا نشان بھی ظاہر ہوا۔ شرقی حصہ میں تین دروازے تھے۔ پہلا شمالی دیوار میں تھا جو حضرت اقدس کے مکان سے متصل تھا۔ دوسرا زینے سے مسجد تک داخلہ کے لئے اور تیسرا غسل خانے کی جانب۔ مسجد کے دونوں دروازوں پر آیت اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ درود شریف اور مسجد کے متعلق الہامات درج تھے۔ مسجد مبارک کی تعمیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی بجائے مسجد مبارک میں نماز ادا فرمانے لگے۔ ابتداء میں اکثر خود ہی اذان دیتے اور خود ہی امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق (قدیم) مسجد مبارک کے اندرونی حصہ کا خاکہ یہ تھا۔

مسجد مبارک کے اندرونی حصے کا خاکہ

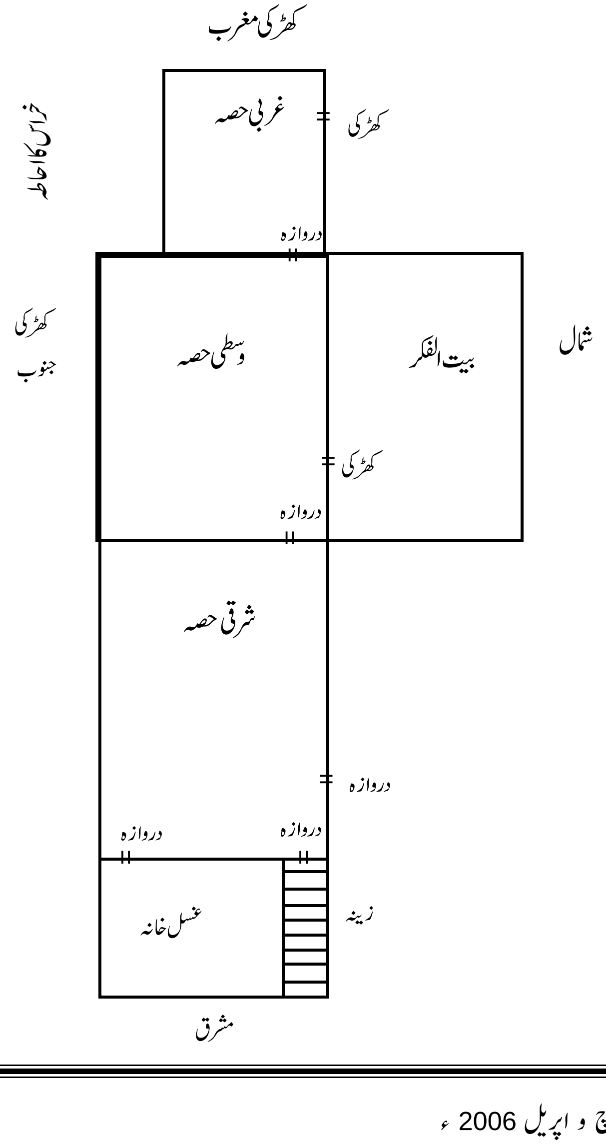

مسجد مبارک کی توسیع

مسجد مبارک کی یہ ابتدائی عمارت چوبیس (24) سال تک اپنی پہلی حالت میں بدستور قائم رہی۔ اسی دوران میں صرف یہ خفیف سی تبدیلی کی گئی کہ سرخی کے نشان والا کمرہ جو دو ایک فٹ نشیب میں واقع تھا مسجد کی عام سطح کے برابر کر دیا گیا۔ اور پھر 1907ء میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی نگرانی میں جنوبی طرف پہلی مرتبہ توسیع کی گئی۔ جس کے نتیجہ میں اس کے جنوب مغربی کونہ کا مینار قائم نہ رہ سکا۔ مسجد مبارک کی دوسری مرتبہ توسیع خلافت ثانیہ کے عہد میں دسمبر 1944ء میں مکمل ہوئی۔ جس سے یہ مسجد 1907ء کی عمارت سے اپنی فراخی اور کشادگی میں دوچند ہوگئی۔ اس مرتبہ تعمیر کی نگرانی کا کام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرانجام دیا۔

(تاریخ احمدیت، مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد دوم، صفحہ 27)

مسجد کی بالائی منزل

مسجد مبارک کے قدیمی حصہ کے چاروں کونوں پر چار چھوٹے چھوٹے مینار تھے اور وہاں پہنچنے کے لئے سرخی کے نشان والے چھت پر دو سیڑھیوں کا ایک چوبی زینہ رکھا رہتا۔ قیام جماعت کے بعد جب حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے بزرگان سلسلہ قادیان میں ہجرت کر کے آگئے تو اس کے غربی حصہ پر شہ نشین بنا دیا گیا۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز مغرب کے بعد اپنے خدام میں رونق افروز ہوتے۔ اور علم و عرفان کے موتی بکھیرتے تھے۔ یہ پاک اور روح پرور محفل ’’دربارِ شام‘‘ کے پیارے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

(تاریخ احمدیت، مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد دوم، صفحہ 25)

اسی بابرکت چھت سے متعلق بعض تاریخی ایمان افروز واقعات بھی تحریر ہیں:

1۔ پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے لئے رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگنے اور ان کے بطور نشان ظہور کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس پیشگوئی کے عین مطابق مورخہ 13 رمضان 1311 ہجری مطابق 21 مارچ 1894ء کو چاند گرہن لگا۔ اور مورخہ 28 رمضان 1311 ہجری مطابق 6 اپریل 1894ء کو سورج گرہن لگا۔ مسجد مبارک کو یہ سعادت اور خوش نصیبی حاصل ہوئی کہ جس امام مہدی کے لئے یہ عظیم الشان نشان ظاہر ہوا انہوں نے اس مبارک چھت پر سے سورج گرہن کا مشاہدہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنا کامل یقین تھا کہ ضرور بالضرور سورج آج گہنایا جائے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ یہ بات ٹل جائے۔ آپ نے مسجد مبارک کی چھت پر پورا اہتمام کیا ہوا تھا اور شوق سے آنے والے زائرین اور قریب رہنے والے خدام عشاق صحابہ سارے مسجد کی چھت پر جمع تھے۔ آپ نے مسجد مبارک کی چھت پر اس دن کے لئے پورا اہتمام فرمایا کہ نماز کسوف خسوف بھی ادا کی جائے گی۔ اور سورج گرہن کا نظارہ بھی کیا جائے گا۔ ایک ذرہ بھی شک نہیں تھا۔ آپؑ اپنے رفقاء کے ساتھ محو انتظار تھے کہ اتنے میں ایک دوست نے دوڑتے ہوئے آکر سورج گرہن کی خوشخبری دے دی۔ اے مسیح وقت سورج گہنایا گیا ہے! اے مہدیٔ دوران تیرے لئے ایک کامل نشان پورا ہو گیا ہے۔‘‘

(از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مورخہ 31 اگست 1994ء جلسہ سالانہ برطانیہ)

2۔ ’’حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کبھی حضور نے فرشتے بھی دیکھے ہیں؟ اُس وقت حضورؑ بعد نماز مغرب مسجد مبارک کی چھت پر شہ نشین کی بائیں طرف کے مینار پر بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ اس مینار کے سامنے دو فرشتے میرے سامنے آئے جن کے پاس دو شیریں روٹیاں تھیں اور وہ روٹیاں انہوں نے مجھے دیں۔ اور کہا کہ ایک تمہارے لئے ہے اور دوسری تمہارے مریدوں کے لئے ہے۔‘‘

(سیرۃ المہدی، حصہ سوم از حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب۔ روایت 885)

3۔ ’’حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا جس دن شب کو عشاء کے قریب حسین نامی سفیر روم قادیان آیا اُس دن نماز مغرب کے بعد حضرت صاحبؑ مسجد مبارک میں شہ نشین پر احباب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ دوران سر کا دورہ شروع ہوا۔ اور آپؑ شہ نشین سے نیچے اتر کر فرش پر لیٹ گئے۔ اور بعض لوگ آپ کو دبانے لگ گئے مگر حضورؑ نے تھوڑی دیر میں سب کو ہٹا دیا۔ جب اکثر دوست وہاں سے رخصت ہو گئے تو آپؑ نے مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ مولوی صاحبؓ مرحوم دیر تک نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف سناتے رہے۔ یہاں تک کہ آپؑ کو افاقہ ہو گیا۔‘‘

(سیرۃ المہدی ،حصہ دوم، از حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیراحمد صاحب ۔ روایت 459)

مسجد مبارک کے بارہ میں الہامات وواقعات

مسجد مبارک کا دوسرا نام ’’ بیت الذکر‘‘ بھی ہے۔اس مسجد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کومخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

1۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّکَ سُھُوْ لَۃً فِی کُلِّ اَمْرٍ بیتُ الفِکْرِ و بَیتُ الذِّ کرِ وَمَنْ دَخَلہ، کَانَ اٰمِناً۔

(تذکرہ،صفحہ 105)

ترجمہ: کیا ہم نے ہرایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی؟ کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکرعطا کیا۔

2۔ ’’جوشخص بیت الذکر میں باخلاص وتعبد وصحت نیت وحسن ایمان داخل ہوگا وہ سوءِخاتمہ سے امن میں آجائے گا۔‘‘

(تذکرہ،صفحہ 106)

3۔ ’’مُبارِکٌ و مُبَارَکٌ وَ کُلُّ اَمْرٍ مُبَارَکٍ یُجْعَلُ فِیْہ‘‘

(تذکرہ،صفحہ 106)

ترجمہ: یہ مسجد برکت دہندہ (یعنی برکت دینے والی ہے) اور برکت یافتہ (یعنی اسے برکت دی گئی ہے)اور ہرایک امرِ مبارک اس میں کیا جائے گا۔

4۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس مسجد کے بارہ میں پانچ مرتبہ الہام ہوا ... فِیہِ بَرَکَاتٌ لِلنَّا سِ وَمَنْ دَخَلہ، کَانَ اٰمِناً۔

(تذکرہ،صفحہ 104)

ترجمہ: اس میں لوگوں کے لئے برکات ہیں۔اور جوبھی اس میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا۔

5۔ ’’آج رات کیا عجیب خواب آئی کہ بعض اشخاص ہیں جن کواس عاجز نے شناخت نہیں کیا وہ سبز رنگ کی سیاہی سے مسجد کے دروازہ کی پیشانی پر کچھ آیات لکھتے ہیں... تب اس عاجز نے ان آیات کو پڑھنا شروع کیا جس میں ایک آیت یادرہی اور یہ ہے لَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ اورحقیقت میں خدا کے فضل کوکون روک سکتا ہے۔‘‘

(تذکرہ،صفحہ 112)

6۔’’ایک دفعہ اُمّ المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بیمار ہوئیں اورتقریباً چالیس روز بیمار رہیں۔حضرت صاحب (یعنی سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام) نے فرمایا اس مسجد کے متعلق الہام ہے ’’مُبَارِکٌ و مُبَارَکٌ وَ کُلُّ اَمْرٍ مُبَارَکٍ یُجْعَلُ فِیْـہ‘‘ اس میں چل کردوادیں۔آپؑ نے یہاں آکردوا پلائی۔دو گھنٹے کے اندا مُّ المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنھا) اچھی ہوگئیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان۔14 فروری 1921ء صفحہ 6)

7۔ ’’حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ:

’’ہماری مسجد (مبارک) کواللہ تعالیٰ نے نوح کی کشتی کا مثیل ٹھہرایا ہے۔سو یہ شکل میں بھی کشتی نوح کی طرح ہے۔‘‘

(سیرۃ المہدی، حصہ سوم از حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیراحمد صاحب۔ صفحہ 217 روایت 795)

8۔ ’’حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا: اس عاجز نے نمازوں میں اورخصوصاً سجدوں میں لوگوں کوآج کل کی نسبت بہت روتے سُنا۔رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشے سے سنائی دیتی تھیں۔اور حضرت صاحبؑ نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا۔‘‘

(سیرۃ المہدی، حصہ سوم، از حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیراحمد صاحب، صفحہ 116 روایت 666)

9۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ایک ہندو جو گجرات کا رہنے والا تھا قادیان کسی بارات کے ساتھ آیا۔یہ شخص علم توجہ کا بڑا ماہر تھا۔چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم لوگ قادیان آئے ہوئے ہیں چلومرزا صاحبؑ سے ملتے چلیں اور اس کا منشاء یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے حضرت صاحبؑ پر اپنی توجہ کا اثر ڈال کرآپؑ سے بھری مجلس میں کوئی بیہودہ حرکات کرائے۔ جب وہ مسجد میں حضور سے ملاتو اُس نے اپنے علم سے آپؑ پر اپنا اثر ڈالنا شروع کیا۔مگر تھوڑی دیر کے بعد یکلخت کانپ اُٹھا۔مگر سنبھل کر بیٹھ گیا اور اپنا کام پھر شروع کردیا۔اور حضرت صاحبؑ اپنی گفتگو میں لگے رہے۔مگر پھر اُس کے بدن پر ایک سخت لرزہ آیا اور اس کی زبان سے بھی کچھ خوف کی آواز نکلی مگر وہ سنبھل گیا۔مگر تھوڑی دیر کے بعد اُس نے ایک چیخ ماری اور بے تحاشہ مسجد سے بھاگ نکلا اور بغیر جوتا پہنے نیچے بھاگتا ہوا اُتر گیا۔اس کے ساتھ اور دوسرے لوگ اُس کے پیچھے بھاگے اوراُس کو پکڑ کرسنبھالا۔جب اس کے ہوش ٹھکانے ہوئے تواس نے بیان کیا کہ میں علمِ توجہ کا بڑا ماہر ہوں میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ مرزا صاحبؑ پر اپنی توجہ ڈالوں اور مجلس میں ان سے کوئی لغو حرکات کرادوں۔لیکن جب میں نے توجہ ڈالی تو میں نے دیکھا کہ میرے سامنے مگر ایک فاصلہ پر ایک شیر بیٹھا ہے۔میں اُسے دیکھ کر کانپ

گیا۔لیکن میں نے جی میں ہی اپنے آپ کو ملامت کی کہ یہ میرا وہم ہے۔چنانچہ میں نے پھر مرزا صاحبؑ پر توجہ ڈالنی شروع کی تو میں نے دیکھا کہ پھر وہی شیر میرے سامنے ہے اور میرے قریب آ گیا۔اس پر پھر میرے بدن پر سخت لرزہ آیا۔مگر میں پھر سنبھل گیا اور میں نے جی میں اپنے آپ کو بہت ملامت کی کہ یونہی میرے دل میں وہم سے خوف پیدا ہوگیا۔چنانچہ میں نے اپنا دل مضبوط کرکے اور اپنی طاقت کو جمع کرکے پھر مرزا صاحبؑ پر اپنی توجہ کا اثر ڈالا اور پورا زور لگایا۔اس پر ناگہاں میں نے دیکھا کہ وہی شیر میرے اوپر کود کر حملہ آور ہوا ہے۔اس وقت میں نے بے خود ہو کر چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ اُٹھا۔... بعد میں وہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہت معتقد ہوگیا تھا۔جب تک زندہ رہا آپؑ سے خط وکتابت رکھتا تھا۔

(سیرۃ المہدی، حصہ اول از حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب۔صفحہ 63 روایت نمبر 75)

مسجد مبارک کے بارہ میں حضرت المصلح الموعودؓ کا ارشاد

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مورخہ 9 مارچ 1944ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں اسی مسجد کے متعلق فرمایا تھا:

☆ ''جو لوگ قادیان آتے ہیں ان کو روزانہ کوئی نہ کوئی نماز مسجد مبارک میں ادا کرنی چاہیئے۔''

☆ ''یہ برکت دینے والی جگہ ہے۔یہ نزولِ برکات کا مقام ہے اور ہر کام جو یہاں کیا جائے گا وہ مبارک ہوگا۔اس بات کو کہنے والا کوئی انسان نہیں بلکہ خدا کہہ رہا ہے۔اگر خدا ایک دفعہ بھی کسی چیز کو مبارک قرار دیدے تب بھی اس کی برکت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔مگر یہ مسجد تو وہ ہے جسے خدا نے بار بار مبارک کہا۔اور نہ صرف یہ کہا کہ یہ مسجد برکت دہندہ اور نزولِ برکات کا مقام ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ہر کام جو اس مسجد میں کیا جائے گا وہ مبارک ہوگا۔جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نماز مبارک ہے جو اس مسجد میں ادا کی جائے۔وہ سجدہ مبارک ہے جو اس مسجد میں کیا جائے۔وہ قیام مبارک ہے جو اس مسجد میں کیا جائے۔وہ تشہد مبارک ہے جو اس مسجد میں کیا جائے۔وہ سلام مبارک ہے جو اس مسجد میں کیا جائے۔وہ تکبیر مبارک ہے جو اس مسجد میں کی جائے۔وہ دعائیں مبارک ہیں جو اس مسجد میں کی جاتی ہیں۔خدا تعالیٰ کی طرف سے اتنی برکتیں، اتنی عظیم الشان برکتیں نازل ہوں، اور پھر انسان اُن برکات سے منہ پھیر کر چلا جائے.... تو اس سے زیادہ محروم اور بدقسمت انسان اور کون ہوسکتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔6 اپریل 1944ء جلد 32، صفحہ 1)

مندرجہ بالا الہامات اور ارشادات سے مسجد مبارک کی اہمیت و مقام واضح ہے۔ احباب کرام کو اس میں بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔جلسہ سالانہ کے ایام میں عورتیں مسجد مبارک میں باجماعت نمازیں ادا کرتی ہیں اور مرد مسجد اقصیٰ میں۔

فرض نمازوں کے اوقات کے علاوہ باقی اوقات میں مسجد مبارک میں نوافل ادا کئے جاسکتے ہیں۔جلسہ سالانہ کے ایام کے علاوہ باقی ایام میں یہ مسجد باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے اور نوافل کے لئے ہمیشہ کھلی رہتی ہے۔

سرخی کے نشان والا کمرہ

مسجد مبارک کے قدیمی حصہ کے مشرقی جانب سیڑھیوں کے ساتھ یہ کمرہ ہے۔ 10 جولائی 1885ء بمطابق 27 رمضان 1302 ہجری کا ذکر ہے کہ اسی کمرہ میں جو اس وقت غسل خانہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام شرقاً غرباً بچھی ہوئی ایک چارپائی پر آرام فرما رہے تھے۔تازہ پلستر کی وجہ سے حجرہ کی فضا میں خنکی سی تھی۔ چارپائی پر نہ کوئی بستر تھا نہ تکیا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بائیں کروٹ لیٹے بائیں کہنی سر کے نیچے رکھے اور چہرہ مبارک دائیں ہاتھ سے ڈھانپے ہوئے تھے۔اور حضورؑ کے مخلص خادم منشی عبداللہ صاحب سنوری نیچے بیٹھے حضورؑ کے پاؤں داب رہے تھے کہ حضرت اقدسؑ نے کشفی حالت میں دیکھا کہ بعض احکامِ قضاء وقدر حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھے کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جلشانہٗ کے سامنے پیش کیا اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل میں متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اس سرخی کو آپ کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا۔اس سے قضاء وقدر کی کتاب پر دستخط کر دیئے۔خدا کی معجز نمائی کے نشان دیکھو۔اُدھر عالمِ کشف میں قلم کی سرخی چھڑکی گئی اور ادھر یہ سرخی وجود خارجی میں منتقل ہوگئی۔منشی صاحب نے سخت حیرت زدہ ہو کر بچشم خود دیکھا کہ حضور کے ٹخنے پر سرخی کا ایک قطرہ پڑا ہوا ہے۔انہوں نے اپنی داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی اس قطرہ پر رکھی تو وہ قطرہ ٹخنے اور انگلی پر بھی پھیل گیا۔تب ان کے دل میں یہ آیت گزری۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (سورۃ البقرۃ 2:139)

انہوں نے سوچا کہ جب یہ اللہ کا رنگ ہے تو اس میں خوشبو بھی ہوگی۔مگر اس میں خوشبو نہیں تھی۔ابھی وہ اسی حیرت واستعجاب میں تھے کہ انہیں حضور کے کرتے پر بھی سرخی کے چند تازے چھینٹے دکھائی دیئے۔وہ مبہوت ہو کر آہستہ سے چارپائی سے اُٹھے اور انہوں نے ان قطرات کے سراغ لگانے کے لئے چھت کا گوشہ گوشہ پوری باریک نظری سے دیکھ ڈالا۔انہیں اس وقت یہ بھی خیال ہو کہ کہیں چھت پر کسی چھپکلی کی

دم کٹنے سے خون نہ گرا ہو۔مگر وہ تو دست قدرت کا کشفی معجزہ تھا۔خارج میں اس کا کھوج کیا ملتا تھا۔ناچار وہ چارپائی پر بیٹھ گئے اور دوبارہ پاؤں دابنے کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔تھوڑی دیر بعد حضورؑ عالمِ کشف سے بیدار ہوگئے اور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔منشی صاحب پھر دابنے لگے اور اس دوران میں انہوں نے حضرت سے سوال بھی کر دیا کہ حضورؑ آپؑ پر یہ سرخی کہاں سے گری ہے؟ حضور نے بے توجہی سے فرمایا کہ آموں کا رس ہوگا۔دوبارہ عرض کیا گیا کہ حضور یہ آموں کا رس نہیں یہ تو سرخی ہے۔اس پر حضورؑ نے سر مبارک کو تھوڑی سی حرکت دے کر فرمایا ''کتھے ہے'' یعنی کہاں ہے۔منشی صاحب نے کرتے پر وہ نشان دکھا کر کہا کہ یہ ہے۔اس پر حضورؑ نے کرتہ سامنے کی طرف کھینچ کر اور اپنا سر اُدھر پھیر کر قطرہ کو دیکھا اور پھر (منشی صاحب کے بیان کے مطابق) پہلے بزرگوں کے کچھ واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی ہستی وراء الوراء ہے۔اس کو یہ آنکھیں دنیا میں نہیں دیکھ سکتیں۔البتہ اس کے بعض صفات جمالی یا جلالی متمثل ہو کر بزرگوں کو دکھائی دے جاتے ہیں۔؟؟؟ رویت باری تعالیٰ اور کشفی امور کے خارجی ظہور پر یوں واقعاتی روشنی ڈالنے کے بعد حضرت اقدسؑ نے انہیں کشف کی پوری تفصیل سنائی۔

بلکہ اپنے دست مبارک سے کشف میں قلم کے جھاڑنے اور دستخط کرنے کا نقشہ بھی کھینچا اور اسی طرز پر جنبش دی اور اُن سے پوچھا کہ اپنا کرتا اور ٹوپی دیکھیں۔کہیں ان پر بھی سرخی کا قطرہ تو نہیں گرا۔انہوں نے کرتہ دیکھا تو وہ بالکل صاف تھا مگر ململ کی سفید ٹوپی پر ایک قطرہ موجود تھا۔منشی صاحب نے عاجزانہ درخواست کی کہ حضور اپنا یہ اعزاز نما کرتہ انہیں تبرّکاً عنایت فرمائیں۔حضرت اقدس کا سلوک اپنے خدام ہی سے نہیں دشمنوں سے بھی فیاضانہ تھا۔لیکن آپؑ نے منشی صاحب کی یہ درخواست ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہارے بعد اس سے شرک پھیلے گا۔اور لوگ اس کو زیارت گاہ بنا کر اس کی پوجا شروع کر دیں گے۔انہوں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرّکات بھی تو صحابہ رکھتے تھے۔ان سے شرک نہ پھیلا۔فرمایا ''میاں عبداللہ دراصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرّکات جن صحابہ کے پاس تھے وہ مرتے ہوئے وصیتیں کر گئے کہ اُن تبرّکات کو ہمارے کفن کے ساتھ دفن کر دینا۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔جو تبرّک جس صحابی کے پاس تھا وہ اُن کے کفن کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔'' انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں بھی مرتا ہوا وصیت کر جاؤں گا۔اس پر حضرت اقدس نے فرمایا ''ہاں اگر یہ عہد کرتے ہو تو لے لو۔'' چنانچہ حضرتؑ نے جمعہ کے لئے کپڑے بدلے اور یہ کرتہ منشی صاحب کے سپرد کر دیا۔اس اعزازی کرتہ کا کپڑا انینو کہلاتا ہے اور سرخی کا رنگ ہلکا اور گلابی مائل تھا۔جس میں تینتالیس برس کی طویل مدت گزرنے کے باوجود خفیف سا تغیر بھی نہیں ہوا۔

بیت الفکر

بیت الفکر وہ کمرہ ہے جو مسجد مبارک سے ملحق شمالی جانب ہے۔اور اس کمرہ کی کھڑکی مسجد مبارک کے قدیمی حصہ میں کھلتی ہے۔اس کمرہ کی چوڑائی تقریباً دس فٹ اور لمبائی تیرہ فٹ چھ انچ ہے۔اس کمرہ میں داخل ہونے کے لئے مسجد مبارک کی کھڑکی کے علاوہ ایک دروازہ جانب مشرق اور دوسرا جانب شمال ہے۔یہ وہ مبارک کمرہ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتدائی ایام میں تالیف وتصنیف کے کام میں مشغول رہا کرتے تھے اور اسی کمرہ میں آپؑ نے اپنی معرکۃ الاراء کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی۔اسی کمرہ کی نسبت حضورؑ کو 1882ء میں الہام ہوا:

اَلَمْ نَجْعَلُ لَکَ سُھُوْلَۃً فِی کُلِّ اَمْرٍ بیتُ الفِکْرِ...

(تذکرہ،صفحہ 105)

کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی؟ کہ تجھ کو بیت الفکر عطا کیا''۔

یہ کمرہ دعاؤں اور نوافل کی ادائیگی کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔فرض نمازوں کے اوقات میں خواتین اس میں نماز ادا کرتی ہیں بقیہ اوقات میں مرد حضرات بھی اس کمرہ میں نوافل ادا کر سکتے ہیں۔اگر نوافل کا وقت نہ ہو تو ہاتھ اٹھا کر مسنون طریق پر دعائیں کر سکتے ہیں۔

دالان حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بیت الفکر کی شمالی جانب نسبتاً ذرا بڑا کمرہ ہے۔جس کی لمبائی تقریباً تیئیس (23) فٹ اور چوڑائی بارہ (12) فٹ ہے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کمرہ کے بارہ میں فرمایا کہ بیت الدعا کے ساتھ والا مشرقی دالان بھی بہت تاریخی اور مقدس ہے۔اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عمر کا آخری زمانہ گزارا۔اور حضرت امّاں جان بعد میں یہیں رہیں۔یہاں بہت سے الہامات ہوئے۔بلکہ امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسے بیت الفکر میں شامل کہا کرتی ہیں۔اور فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسے بیت الفکر کا حصہ شمار فرماتے تھے۔

(ضمیمہ اصحاب احمدؑ،جلد اول مولفہ ملک صلاح الدین۔صفحہ 21)

یہ کمرہ بھی دعاؤں اور نوافل کے لئے کھلا رہتا ہے۔

بیت الدعا

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاؤں کے سلسلہ میں ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپؑ خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں دعا کے لئے ایک مخصوص جگہ بنا لیا کرتے تھے۔ اور وہ بیت الدعا کہلاتا تھا۔ میں جہاں جہاں حضرتؑ کے ساتھ گیا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ آپؑ نے دعا کے لئے ایک الگ جگہ ضرور مخصوص فرمائی اور اپنے روزانہ پروگرام میں یہ بات ہمیشہ داخل رکھی ہے کہ ایک وقت دعا کے لئے الگ کر لیا۔ قادیان میں ابتداء میں تو آپؑ اپنے اس چوبارہ میں ہی دعاؤں میں مصروف رہتے تھے جو آپؑ کے قیام کے لئے مخصوص تھا۔ پھر بیت الذکر (مسجد مبارک) اس مقصد کے لئے مخصوص ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ کی مشیئت ازلی نے بیت الذکر بھی عام عبادت گاہ بنا دیا اور تخلیہ میسر نہ رہا تو آپؑ نے گھر میں ایک بیت الدعا بنایا جو اب تک موجود ہے۔ جب زلزلہ آیا اور حضورؑ کچھ عرصہ کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی ایک چبوترا اس غرض کے لئے تعمیر کرا لیا۔ گورداسپور مقدمات کے سلسلہ میں آپؑ کو کچھ عرصہ کے لئے رہنا پڑا تو وہاں بھی بیت الدعا کا اہتمام تھا۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد پنجم، صفحہ 505)

مذکورہ بیوت الدعا میں سے ''بیت الدعا'' وہ کمرہ بھی ہے جس کی بنیاد حضورؑ نے اپنی وفات سے کم و بیش پانچ سال اور اڑھائی ماہ قبل رکھی تھی۔ دالان حضرت اماں جانؓ کی مغربی جانب یہ چھوٹا سا کمرہ ہے۔ اس کی لمبائی 6 فٹ 6 انچ اور چوڑائی 4 فٹ ہے۔ مشرق اور مغرب کی جانب اس کے دو دروازے ہیں۔ دالان حضرت اماں جانؓ سے اس میں داخل ہونے کے لئے لکڑی کی بنی سیڑھی کے چار قدم اوپر چڑھنا پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بیت الدعا کی تعمیر کی غرض مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر فرمائی:

''ہم نے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں۔ سترّ سال کے قریب عمر کے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت مقرر نہیں۔ خدا جانے کس وقت آ جائے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف سو اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں۔ لہٰذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دعا کی کہ اس مسجد البیت اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیرہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنا دے۔''

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب، صفحہ 109)

بیت الدعا میں دعا کرتے وقت اس غرض کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی تعمیر کے وقت بیان فرمائی تھی۔ سب سے پہلے غلبۂ اسلام اور احمدیت کے لئے درد دل اور الحاح سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور خاص طور پر یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ جتنی دعائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کمرہ میں کی تھیں ان کو قبول کرتے ہوئے اس کے ثمرات سے جماعت اور تمام جہان کے لوگوں کو نوازتا چلا جا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی والی درازی عمر اور جملہ مقاصد میں کامیابی عطا فرما۔ ان دعاؤں کے بعد اپنی ذاتی اغراض کے لئے بھی دعائیں کی جائیں۔

بیت الریاضت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1875ء کے آخر یا 1876ء کے شروع میں ایک معمر بزرگ پاک صورت کو خواب میں دیکھا۔ اس بزرگ نے حضورؑ کو کہا کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنتِ خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ حضور بھی سنت اہل بیتِ رسالت کو بجا لائیں۔ چنانچہ آپؑ نے آٹھ یا نو ماہ تک خفیہ طور پر روزے رکھنے کا مجاہدہ کیا۔ جس کا ذکر حضورؑ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا ہے:

''سو میں نے کچھ مدّت تک التزامِ صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجا لانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے سے تجویز کر کے وقت حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی دے دیتا۔ اور اس طرح تمام دن روزہ میں گزارتا اور بجز خدا تعالیٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں۔ بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کر دوں۔ سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ میں تمام دن رات میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا۔ اور باوجود اس قدر قلّت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس

قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزرے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ مع حسنینؓ وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔ غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے۔ اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز وسرخ ایسے دلکش ودلستاں نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے۔ ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی۔ یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچانتی لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

غرض اس حد تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع واقسام کے مکاشفات تھے۔"

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 164)

وہ کمرہ جس میں حضورؑ نے آٹھ یا نو ماہ کے روزے رکھے بیت الریاضت کہلاتا ہے اور نوافل اور دعاؤں کے لئے یہ کمرہ بھی کھلا ہوا ہے۔

کمرہ پیدائش حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آبائی مکان یعنی "الدار" کے ایک کمرہ میں حضور کی ولادت مورخہ 14 شوال 1250 ہجری بمطابق 13 فروری 1835ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی تھی۔

کمرہ پیدائش حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"الدار" کے اسی احاطہ کے ایک اور کمرہ میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت 12 جنوری 1889ء کو ہوئی تھی۔

مسجد اقصیٰ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم نے مسجد تعمیر کرنے کی غرض سے دو بازاروں کے درمیان ایک اونچی اور باموقع جگہ سات صد روپے میں خریدی اور 1875ء میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو "مسجد اقصیٰ" کہلاتی ہے۔ جون 1876ء میں یہ مسجد پایہ تکمیل کو پہنچی۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر تقریباً چالیس سال تھی اور اُس وقت آپؑ کا نہ کوئی دعویٰ تھا نہ جماعت۔ قادیان میں پہلے سے ہی بہت سی مساجد کی موجودگی میں اس مسجد کی تعمیر دیکھ کر کسی شخص نے کہا کہ اتنی بڑی مسجد کی کیا ضرورت تھی۔ کس نے نماز پڑھنی ہے۔ اس مسجد میں چمگادڑ ہی رہا کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے اُس وقت اس کی بات پر ہنس رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے بظاہر یہ بڑی نظر آنے والی مسجد کثرت ازدحام کی وجہ سے ہمیشہ چھوٹی ہی ہوتی چلی جائے گی اس مسجد کی ابتدائی پرانی عمارت اور اس کا صحن اور کنواں اپنی اپنی جگہ اسی طرح موجود ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھے۔ 2 جون 1876ء کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی وفات ہوگئی۔ ان کی وصیت کے مطابق انہیں اسی مسجد کے پہلو کے ایک گوشہ میں دفن کر دیا گیا۔ اللھم ارحمہ و ادخلہ الجنّۃ

مسجد کی ابتدائی عمارت میں تقریباً دو صد افراد نماز ادا کر سکتے تھے۔ بعد میں جب جماعت احمدیہ کا قیام ہوا تو لوگ کثرت سے قادیان آنے لگے اور اس مسجد میں نمازیوں کے لئے گنجائش نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ 1900ء میں مسجد کا صحن مشرق کی طرف اس قدر وسیع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ حضور کے والد صاحب کی قبر مسجد کے صحن میں آ گئی۔ اصل قبر مسجد کے موجودہ صحن سے چھ سات فٹ نیچے ہے۔ اس لئے قبر کے اردگرد چاردیواری بنا کر اسے اوپر سے بند کر دیا گیا۔ تاکہ لوگ قبر پر سے نہ گزریں اور اس کی بے حرمتی نہ ہو۔

1900ء میں مسجد اقصیٰ کے صحن کی جو توسیع ہوئی اس پر سفید ستارہ والی اینٹ استعمال کی گئی تھی۔ اور یہ نشان اب تک موجود ہے۔ اس توسیع کے بعد مسجد میں دو ہزار نمازیوں کے لئے جگہ میسر آ گئی۔ مسجد اقصیٰ کی عمارت میں دوسری مرتبہ 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوئی اور تیسری مرتبہ توسیع 1938ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوئی۔ 7 جنوری 1938ء کو اس مسجد میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے لئے پہلی بار لاؤڈ اسپیکر استعمال فرمایا تھا۔

مسجد اقصیٰ کی خصوصیات

مسجد اقصیٰ کی بہت سی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اس میں نمازیں ادا کرتے رہے۔ خاص طور پر مسجد مبارک تعمیر ہونے سے پہلے تو آپؑ اسی مسجد میں نمازیں ادا کیا کرتے تھے اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اس مسجد کے قدیمی حصہ کے درمیانی محراب میں حضور علیہ السلام نے مورخہ 11 اپریل 1900ء کو عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر عربی زبان میں فی البدیہہ خطبہ عید ارشاد فرمایا جو خطبہ الہامیہ کے نام سے موسوم ہے۔

مسجد اقصیٰ میں ہی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے عہد مبارک میں پہلا جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1891ء کو منعقد ہوا۔ جس میں 75 احباب شریک ہوئے۔ حضورؑ کے زمانہ میں 1892ء کے جلسہ سالانہ کے سوا (جو ڈھاب کے کنارہ ہوا) باقی جلسے مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوتے رہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عہد مبارک میں بھی ابتدائی پانچ جلسے مسجد اقصیٰ میں ہی منعقد ہوئے۔

منارۃ المسیح

مسجد اقصیٰ کو یہ فخر اور اعزاز بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس مسجد کے صحن کو ''منارۃ المسیح'' کی تعمیر کے لئے منتخب فرمایا۔ مورخہ 13 مارچ 1903ء بروز جمعہ اس مسجد کے صحن میں منارۃ المسیح کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ بعض وجوہات کی بناء پر حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں اس کی تکمیل نہ ہوسکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے عہد خلافت کے پہلے ہی سال مورخہ 27 نومبر 1914ء کو منارۃ المسیح کی نامکمل عمارت پر اپنے دست مبارک سے اینٹ رکھ کر اس کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع کروادیا۔ 16 فروری 1923ء کو یہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ یہ خوشنما اور دلکش منارہ 105 فٹ اونچا ہے۔ اس کی 3 منزلیں اور اوپر گنبد اور 92 سیڑھیاں ہیں۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیرینہ خواہش کے مطابق منارہ پر اُن مخلصین چندہ دہندہ گان کے نام درج ہیں جنہوں نے ایک ایک سو روپیہ چندہ دیا تھا۔ اُس زمانہ میں صرف عمارت کی تعمیر پر 5,963 روپے خرچ ہوئے تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے وقت جو مقاصد بیان فرمائے تھے اُن میں سے تین درج ذیل ہیں:

1۔ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پانچ وقت اذان دے اور لا الٰہ اِلا اللّٰہ کی آواز ہر ایک کان تک پہنچے۔

2۔ اس منارہ پر ایک لالٹین نصب کیا جائے تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آ گیا ہے۔

3۔ اس منارہ پر ایک بڑا گھنٹہ نصب کیا جائے تا انسان اپنے وقت کو پہچانے اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔ تا لوگ یہ بھی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ منارہ اپنے روزِ تکمیل سے آج تک اپنے مقاصدِ تعمیر کو پورا کرتا چلا آ رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک کرتا چلا جائے گا۔

بہشتی مقبرہ

قادیان کے مقدس مقامات میں سے اہم ترین مقام بہشتی مقبرہ ہے۔ جہاں سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک مورخہ 27 مئی 1908 شام چھ بجے اشکبار آنکھوں کے ساتھ مقدس خاک کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ اور یہی وہ قبر ہے جس کی مٹی حضورؑ کو کشف میں چاندی کی دکھائی گئی تھی اور جس کا ذکر حضورؑ نے رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے۔ یہی وہ بہشتی مقبرہ ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ یہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔

ہر احمدی کی آرزو اور دلی تڑپ ہوتی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر دعا کرے۔ اور اکثر نومبائعین یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم کیا دعا کریں۔ اُن کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ مسنون طریق کے مطابق دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور سب سے پہلے سورۃ فاتحہ اور درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد اپنی زبان میں مندرجہ ذیل دعائیں مانگیں۔

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کے افراد کو یہ حکم دیا تھا کہ:

مَنْ ادرکَ منکم عیسیٰ ابنِ مریمَ فَلْیُقْرِئْہُ منّی السَّلام

یعنی جو بھی تم میں سے ''مسیح موعودؑ'' کو پالے اسے میرا اسلام پہنچائے۔

(درّ منثور، جلد 6، صفحہ 743۔ راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اے اللہ آج ہم حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی قبر پر کھڑے ہیں۔ ہماری طرف سے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام ان تک پہنچا دے۔ اے اللہ احیاء اسلام کے لئے انہوں نے جس جماعت (احمدیت) کی بنیاد رکھی اور قرآن مجید و

احادیث کی جو تعلیمات انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیں اُسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو قبول کرنے کی توفیق بخش۔ مجھے اور میری اولاد اور تمام افرادِ جماعت کو ان تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ ہمیں خلیفۂ وقت کی ویسی اطاعت کی توفیق دے جیسی حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیب ہوئی۔ ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی روح القدس سے تائید و نصرت فرماتا چلا جا۔ یا ربّ! اس قبرستان میں دفن ہونے والے اور ساری دنیا کے موصیوں پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور ہمیں بھی اس بابرکت نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق دے۔ اس کے بعد اپنی اور اپنے اقرباء کی مغفرت اور دیگر امور کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کی جاسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی دعائیں قبول فرمائے۔ آمین

احاطہ بہشتی مقبرہ میں موجود مقدس مقامات

احاطہ بہشتی مقبرہ کا حالی رقبہ تقریباً 17 ایکڑ ہے۔ یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آبائی باغ تھا۔ بعد میں کچھ اور زمین خرید کے اس احاطہ کو وسیع کیا گیا۔ بہشتی مقبرہ میں سب سے پہلے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ دفن ہوئے۔ مولوی صاحب 11 اکتوبر 1905ء کو بعد نماز ظہر قادیان میں وفات پاگئے تھے۔ اسی روز شام کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپؓ عام قبرستان میں جو آبادی کے جانب شرق ڈھاب کے قریب واقع ہے امانتاً دفن کئے گئے تھے۔ 26 دسمبر کو نماز ظہر و عصر کے بعد آپؓ کا تابوت قبر سے نکالا گیا اور پھر 27 دسمبر کو 10 بجے کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجمع کثیر کے ساتھ آپؓ کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر بہشتی مقبرہ میں دفن کردیا گیا۔ بہشتی مقبرہ میں آپؓ کی قبر سب سے پہلی قبر ہے۔

(بحوالہ حیات طیبہ از شیخ عبدالقادر سوداگرمل، صفحہ 297)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات 26 مئی 1908ء کو لاہور میں ہوئی تھی۔ 27 مئی کو آپؑ کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کیا گیا۔ آپؑ کے دائیں (یعنی مغربی جانب) حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی قبر ہے۔ اور بائیں (مشرقی جانب) جگہ خالی ہے۔ جو حضرت امّ المؤمنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تدفین کے لئے خالی رکھی گئی ہے۔ حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات 20/21 اپریل 1952ء کی درمیانی شب کو ربوہ میں ہوگئی تھی۔ آپؓ بہشتی مقبرہ میں امانتاً دفن ہیں۔ آپؓ کی وصیت تھی کہ "مجھے قادیان پہنچانا، یہاں نہ رکھ لینا۔"

(تاریخ احمدیت، مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد 15، صفحہ 115)

احباب جماعت کو ہمیشہ دعا کرنی چاہئے کہ وہ دن جلد آئے جب مرحومہ کی وصیت کے مطابق جماعت اس امانت کو ان کی وصیت کردہ مقام پر دفن کرنے کی توفیق پائے۔

جماعت احمدیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کی مخالفت میں بھی اضافہ ہونا ایک لازمی امر تھا اور ہے۔ اس کے نتیجہ میں آئندہ کبھی بھی مخدوش حالات پیدا ہوسکتے ہیں اور ہوسکتا ہے ہے بعض نادان مخالفین قبور کی بے حرمتی کی کوشش کریں۔ چنانچہ نومبر 1925ء میں حضور علیہ السلام اور بعض دوسرے اصحاب رضوان اللہ علیہم اور بعض دوسری قبور کے اردگرد چار دیواری بنادی گئی۔ دوسرے طرف بعض کم تربیت یافتہ اور غیر از جماعت دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر پر پھول ڈالنے اور مشرکانہ طریق اختیار کرنے لگے۔ انہیں اس طریق سے باز رکھنے کے لئے بھی چار دیواری بنانا ضروری سمجھا گیا۔

1956/1957ء میں بہشتی مقبرہ کے وسیع رقبہ کے اردگرد بھی پختہ چار دیواری بنادی گئی۔ جس کا اکثر حصہ درویشان کرام نے وقار عمل کے ذریعہ تعمیر کیا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**

مکان حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا

مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب ہم مغرب کی طرف جائیں تو سامنے ایک مکان نظر آئے گا۔ یہ مکان حضرت اماں جانؓ کہلاتا ہے۔ اور اسے دارالواقفین بھی کہا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسد مبارک لاہور سے قادیان لاکر 27 مئی 1908ء کو اسی مکان کے درمیانی کمرہ میں رکھا گیا تھا۔ اور اسی کمرہ میں احباب نے اپنے آقا کے آخری دیدار کا شرف حاصل کیا تھا۔ اس تاریخی کمرہ کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

نوٹ: خاکسار راقم الحروف محمد حمید کوثر تحریر کرتا ہے کہ اسی مکان کے مشرقی شمالی کونہ میں ایک غسل خانہ ہوا کرتا تھا اس کی ٹنکی میں پانی ڈالنے کا رستہ باہر کی طرف بنا ہوا تھا۔ 1960ء کا وقعہ ہے کہ خاکسار نے دیکھا کہ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض پاکستان سے آئے ہوئے مہمانوں کو بتارہے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک دفعہ صبح صبح میں نے دیکھا کہ حضورؑ کنویں سے "بوکے" (ربڑ یا چمڑے کی بالٹی) میں پانی لاکر اس ٹنکی میں ڈال

رہے تھے۔ بھائی جیؓ نے فرمایا میں نے جلدی سے وہ ''بوکا'' حضور علیہ السلام کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر میں نے پانی لا کر ڈالا۔ صبح صبح حضور علیہ السلام نے اپنے کسی خادم کو پانی لانے کی زحمت دینا پسند نہ فرمایا۔

شہ نشین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے باغ میں صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لاتے تو اس چبوترہ پر تشریف فرما ہوتے۔ اور مجالس علم و عرفان کا انعقاد ہوتا اور اس کے ساتھ ساتھ موسم کے مطابق حاضرین کی تازہ پھلوں سے ضیافت بھی فرماتے۔ 1972ء میں اس جگہ ایک پختہ کمرہ تعمیر کر دیا گیا اور حضور کے بیٹھنے کی جگہ کو نمایاں کر دیا گیا۔ یہ کمرہ بھی زائرین کے لئے کھلا ہوا ہے۔

جنازگاہ

اسی باغ میں وہ یادگاری اور مقدس جگہ بھی ہے جہاں احباب جماعت نے 27 مئی 1908ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ ادا کی۔ دو سرو کے درختوں کے درمیان آج بھی یہ جگہ دیکھی جا سکتی ہے۔

مقام ظہور قدرتِ ثانیہ یا مقام ظہور خلافت

جنازگاہ کے قریب ہی وہ مقام بھی ہے جہاں افراد جماعت نے 25 ربیع الاوّل 1326 ہجری بمطابق 27 مئی 1908ء کو مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متفقہ طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلا خلیفہ (جانشین) تسلیم کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اسے مقامِ ظہور قدرتِ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ (قدرت اولیٰ کی اصطلاح نبوت کے لئے اور قدرتِ ثانیہ کی خلافت کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔) یعنی جماعت احمدیہ میں ''خلافت'' کی ابتداء اسی جگہ سے ہوئی تھی جو انشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گی۔

تاریخ احمدیت، حصہ سوم، میں تحریر ہے کہ:

یہ پہلی بیعت باغ کے کس حصہ میں ہوئی اس بارہ میں اختلاف ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر جلیل القدر صحابہ مثلاً مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناظر تعلیم ربوہ، ماسٹر فقیر اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ افسر امانت ربوہ کی رائے میں پہلی بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں ہوئی تھی جو مخلوط باغ کے جنوبی حصہ میں مقبرہ بہشتی کے ساتھ متصل ہے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا غالب خیال بھی یہی تھا۔ اس کے برعکس بالخصوص حضرت شیخ یعقوب علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ممتاز صحابہ حتمی طور پر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ کو بیعتِ اولیٰ کا مقام قرار دیتے تھے۔ ایک صحابی جناب محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتبر بیان ہے کہ بیعتِ اولیٰ دونوں مقامات پر ہوئی ہے۔ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں پھر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ میں۔

(تاریخ احمدیت، حصہ سوم، صفحہ 562)

بعض یادگاری اور تاریخی مقامات

گول کمرہ

مسجد مبارک کی مشرقی جانب کی بڑی سیڑھیوں سے اور اوپر چڑھا جائے تو دائیں طرف ایک گول کمرہ نظر آئے گا۔ اس تاریخی کمرہ کے بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے تحریر فرمایا:

''1893ء میں مسجد مبارک کے بعد غالباً دوسری تعمیر گول کمرہ کی تعمیر تھی۔ ... مسجد مبارک کی پرانی سیڑھیوں میں اس کا دروازہ کھلتا ہے۔ پہلے یہ کمرہ بطور مہمان خانہ کے استعمال ہوتا تھا اور اسی جگہ مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا اور کاتب اسی جگہ مسوّدات کی کاپیاں لکھا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی جگہ احباب سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ 1895ء میں حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پنشن لے کر آ گئے تو اس وقت انہوں نے گول کمرہ کے آگے دیوار بنوا کر پردہ کر لیا اور اسی میں اپنی رہائش رکھ لی۔''

(سیرۃ المہدی، حصہ سوم از حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب، صفحہ 126)

یہ تاریخی کمرہ بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

دیوار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ سلسلہ جب ترقی کرنے لگا تو ابلیسی طاقتیں اسے کب برداشت کر سکتی تھیں۔ انہوں نے مخالفت کی ہر وہ راہ اختیار کی جوان کے بس میں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی مرزا امام دین نے محض آپؑ کو تنگ اور پریشان کرنے کی خاطر آپؑ کے گھر کے سامنے 5 جنوری 1900ء کو ایک دیوار بنوانا شروع کی جو کہ آٹھ فٹ اونچی، دس فٹ لمبی اور ڈیڑھ فٹ چوڑی تھی۔ یہ دیوار حضور علیہ السلام کے صحن سے شروع ہو کر

مسجد مبارک کے جنوب تک جاتی تھی۔ 7 جنوری کو یہ تکلیف دہ دیوار مکمل ہوگئی۔ ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرزا امام دین کی طرف معتبر شخصیات کو بھجوایا۔ مگر وہ کسی بھی طرح اس دیوار کو گرانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ پھر ضلع کی انتظامیہ کی طرف رجوع کیا گیا۔ وہاں بھی ڈپٹی کمشنر کا رویہ معاندانہ تھا۔ آخر مجبوراً دیوانی عدالت میں دعویٰ کیا گیا۔ 12 اگست 1901ء کو دیوار گرانے کا فیصلہ عدالت نے سنایا اور 20 اگست شام چار بجے اسی بھنگی کو وہ دیوار گرانی پڑی جس کے ذریعہ امام الدین نے تعمیر کروائی تھی۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا:

''یہ پیشگوئی ہے جو اُس وقت کی گئی تھی جب کہ مخالف دعویٰ سے کہتے تھے کہ بالیقین مقدمہ خارج ہوجائے گا۔ اور میری نسبت کہتے تھے کہ ہم ان کے گھر کے تمام دروازوں کے سامنے دیوار کھینچ کر وہ دکھ دیں گے گویا وہ قید میں پڑ جائیں گے اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ خدا نے اس پیشگوئی میں خبر دی کہ میں ایک ایسا امر ظاہر کروں گا۔ جس سے جو مغلوب ہے وہ غالب اور جو غالب ہے وہ مغلوب ہوجائے گا...''

''پھر فیصلہ کا دن آیا۔ اُس دن ہمارے مخالف بہت خوش تھے کہ آج اخراج مقدمہ کا حکم سنایا جائے گا اور کہتے تھے کہ آج سے ہمارے لئے ہر ایک قسم کی ایذا کا موقعہ ہاتھ آجائے گا۔ وہی دن تھا جس میں پیشگوئی کے اس بیان کے معنی لیتے کہ وہ ایک امر مخفی ہے جس سے مقدمہ پلٹا کھائے گا اور آخر میں وہ ظاہر کیا جائے گا سو ایسا اتفاق ہوا کہ اُس دن ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب کو خیال آیا کہ پرانی مثل کا انڈکس دیکھنا چاہئیے یعنی ضمیمہ جس میں ضروری احکام کا خلاصہ ہوتا ہے۔ جب وہ دیکھا گیا۔ تو اس میں وہ بات نکلی جس کے نکلنے کی توقع نہ تھی۔ یعنی حاکم کا تصدیق شدہ یہ حکم نکلا کہ زمین پر قابض نہ صرف امام الدین ہے بلکہ مرزا غلام مرتضیٰ یعنی میرے والد صاحب بھی قابض ہیں۔ تب یہ دیکھنے سے میرے وکیل نے سمجھ لیا کہ ہمارا مقدمہ فتح ہوگیا۔ حاکم کے پاس یہ بیان کیا گیا۔ اُس نے فی الفور وہ انڈکس طلب کیا اور چونکہ دیکھتے ہی اُس پر حقیقت کھل گئی۔ اس لئے اُس نے بلا توقف امام الدین پر ڈگری زمین کی مع خرچہ کردی۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 272,269)

جہاں دیوار بنائی گئی تھی وہ جگہ آج بھی دیکھی جاسکتی ہے اور اپنے ایمانوں کو جلاء بخشی جاسکتی ہے۔ کہاں گئے دیوار بنانے والے؟ اور جن کو روکنے کے لئے بنائی تھی وہ تو ساری دنیا میں پھیل گئے اور پھلتے پھولتے جارہے ہیں۔ **الحمد للہ ذالک**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا آبائی قبرستان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدیم آبائی خاندانی قبرستان قادیان کے مغرب کی طرف واقع ہے۔ اسی قبرستان میں حضورؑ کی والدہ صاحبہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کی قبر ہے۔ جن کی وفات 1868ء میں ہوئی تھی۔ جب کبھی حضور علیہ السلام ان کا ذکر فرماتے آنکھوں سے آنسوں رواں ہوجاتے تھے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کا چشم دید بیان ہے کہ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ سیر کی غرض سے اپنے پرانے خاندانی قبرستان کی طرف نکل گئے۔ راستہ سے ہٹ کر آپؑ ایک جوش کے ساتھ اپنی والدہ صاحبہ کے مزار پر آئے اور اپنے خدام سمیت لمبی دعا فرمائی اور چشم پُر آب ہوگئے۔

(حیات احمد، جلد اوّل، نمبر دوم از حضرت شیخ یعقوب علی تراب عرفانی۔ صفحہ 143)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد صاحب اور دادا صاحب کے نزدیک اس قبرستان کی اتنی اہمیت تھی کہ جب حضور علیہ السلام کے دادا مرزا عطا محمد صاحب بیگووال ریاست کپورتھلہ میں پناہ گزین تھے اور وہاں 1814ء میں ان کی وفات ہوگئی تو حضورؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کا جنازہ اپنے آبائی قبرستان میں دفن کرنے کے لئے راتوں رات قادیان میں لے آئے اور سکھوں کی مزاحمت کے باوجود انہیں بڑی دلیری سے اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کیا۔

(بحوالہ حیات طیبہ از شیخ عبدالقادر سوداگرمل۔ صفحہ 7)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''قادیان کے جس قبرستان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے افراد دفن ہوتے رہے ہیں وہ مقامی عیدگاہ کے پاس ہے۔ یہ ایک وسیع قبرستان ہے جو قادیان سے مغرب کی طرف واقع ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جن افراد کی قبروں کا مجھے علم ہوسکا ہے ان میں بعض کا خاکہ درج ذیل ہے۔ اس خاکہ میں شاہ عبداللہ صاحب غازی کی قبر بھی دکھائی گئی ہے جو ایک فقیر منش بزرگ ہیں۔ مجھے یہ اطلاع اس قبرستان کے فقیر جھنڈو شاہ سے بواسطہ شیخ نور احمد صاحب مختار عام مرحوم ملی تھی اور شاہ عبداللہ غازی کے متعلق مجھے والدہ عزیز مرزا رشید احمد سے معلوم ہوا ہے کہ وہ مرزا گل محمد صاحب (پڑدادا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زمانہ میں ایک فقیر مزاج بزرگ گزرے ہیں جن کے مرنے پر مرزا گل محمد صاحب نے ان کا مزار بنوا دیا تھا۔ ہماری ہمشیرہ امتہ النصیر کی قبر بھی اسی قبرستان میں ہے۔

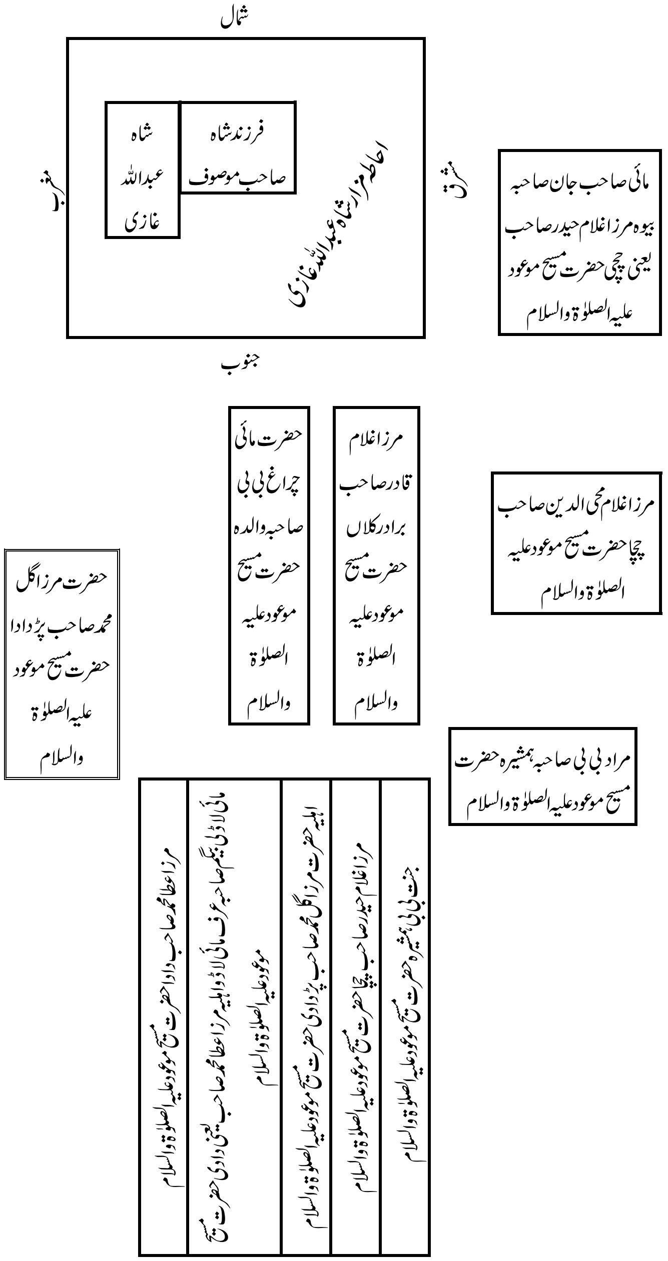

(سیرۃ المہدی، حصہ سوم، از حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب، صفحہ 176)

مسجد نور

تقسیم ملک یعنی 1947ء سے قبل قادیان میں تقریباً 12 مساجد تھیں۔ اس کے علاوہ کئی اور مقامات پر بھی نماز ادا ہوتی تھی۔ تقسیم کے بعد صرف تین مساجد، مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور مسجد ناصر آباد میں باقاعدہ باجماعت نمازوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اب آٹھ مساجد میں باجماعت نمازوں کا سلسلہ جاری ہے۔ مذکورہ بالا تین مساجد کے علاوہ دارالانوار، دارالبرکات، دارالرحمت، کوٹھی دارالسلام، دارالفتوح، میں بھی باجماعت نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔

مسجد نور بھی قادیان کی اہم مساجد میں سے ایک ہے۔ اس تاریخی مسجد کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے 5 مارچ 1910ء کو رکھی تھی۔ اس کی تعمیر پر تین ہزار روپے صرف ہوئے تھے۔ جو حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے فراہم کئے تھے۔ یہ مسجد تعلیم الاسلام اسکول اور کالج کے احاطہ میں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی وفات حضرت نواب محمد علی صاحبؓ کی کوٹھی دارالسلام میں 13 مارچ 1914ء کو ہوئی تھی جو کہ کالج اور مسجد نور کے شمالی جانب واقع ہے۔ 14 مارچ 1914ء کو اسی مسجد، مسجد نور میں حضرت مرزا بشیر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور تقریباً دو ہزار لوگوں نے ان کے ہاتھ پر اسی وقت بیعت کی تھی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا جنازہ ہائی اسکول کے شمالی میدان میں پڑھایا تھا۔

یہی وہ تاریخی مسجد ہے جس میں جماعت احمدیہ کی اکثریت نے قرآن مجید، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی تعمیل میں خلافت سے وابستہ رہنے کا عہد کیا تھا اور معدودے چند لوگ مولوی محمد علی صاحب کی سرکردگی میں خلافت سے روگردانی اختیار کرتے ہوئے قادیان چھوڑ کر لاہور چلے گئے تھے۔ ماضی کی طویل مدّت نے اس حقیقت کو واضح و آشکار کر دیا کہ خلافت ہی امّت کی بقاء اور ترقی کی ضامن ہے۔ یہی وہ ''حبل اللہ'' ہے جو انسان کو اُس کے ربّ تک پہنچاتی ہے اور اتحاد بین المؤمنین کو باندھے رکھتی ہے۔ جنہوں نے اس ''حبل اللہ'' سے ہاتھ چھڑا لئے وہ بکھر گئے اور منتشر ہو گئے اور دنیا کے گہرے سمندر میں ڈوب گئے۔

یہ مسجد بھی زیارت اور جلسہ سالانہ کے دنوں میں نوافل کے لئے کھلی رہتی ہے۔

مذکورہ بالا تاریخی مقامات کے علاوہ احباب مندرجہ ذیل تاریخی مقامات بھی قادیان میں دیکھ سکتے ہیں۔

لنگر خانہ، مہمان خانہ، موجودہ تعلیم الاسلام اسکول، مدرسہ جامعہ احمدیہ، دفاتر صدر انجمن احمدیہ، قصرِ خلافت، نور ہسپتال پرانی اور نئی عمارت، گیسٹ ہاؤسز، دارالانوار

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات ہیں۔

ہوشیار پور

ہوشیار پور پنجاب کا ایک مشہور شہر ہے۔ اس شہر کو یہ فخر و اعزاز حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ایک مکان میں چالیس روز عبادت کی۔ اس کے بعد آپؑ نے اسی شہر سے مشہور اشتہار 20 فروری 1886ء شائع فرمایا۔

قادیان سے ہوشیار پور کی دوری 70 کلومیٹر ہے۔ دریائے بیاس جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 22 جنوری 1886ء کو ہوشیار پور تشریف لے جاتے ہوئے بذریعہ کشتی عبور کیا تھا اب اس پر پختہ پُل تعمیر ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے قادیان سے ہوشیار پور بذریعہ ٹیکسی ڈیڑھ دو گھنٹے میں پہنچا جا سکتا ہے۔

جب 22 جنوری 1886ء کو حضور علیہ السلام چلّہ کشی کے لئے تشریف لے گئے تھے تو آپؑ کے ساتھ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ حامد علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میاں فتح خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور نے اپنا ایک مکان جو طویلہ کے نام سے مشہور تھا خالی کروا دیا۔ آپؑ نے اس مکان کے ایک کمرہ میں چالیس دن دعائیں کیں۔ آپؑ نے ہدایت دے رکھی تھی کہ کوئی اوپر بالا خانہ میں میرے پاس نہ آوے۔ میرا کھانا اوپر پہنچا دیا جاوے۔ مگر اس کا انتظار نہ کیا جاوے کہ میں کھانا کھالوں۔ خالی برتن پھر دوسرے وقت لے جایا کریں۔ نماز میں اوپر الگ پڑھا کروں گا۔ تم نیچے پڑھ لیا کرو۔ جمعہ کے لئے حضرت صاحبؑ نے فرمایا کوئی ویران سی مسجد تلاش کرو جو شہر کے ایک طرف ہو جہاں ہم علیحدگی میں نماز ادا کر سکیں۔ چنانچہ شہر کے باہر ایک باغ تھا اس میں ایک مسجد تھی وہاں جمعہ کے دن حضورؑ تشریف لے جایا کرتے تھے اور ہم کو نماز پڑھاتے تھے اور خطبہ بھی خود پڑھتے تھے۔

چلّہ کے بعد آپؑ بیس دن اور ہوشیار پور میں رہے۔ انہی دنوں لالہ مرلی دھر سے آپؑ کا مباحثہ ہوا جو سرمہ چشم آریہ میں درج ہے۔ جب دو ماہ کی مدّت پوری ہوئی تو حضور اسی راستہ سے واپس قادیان تشریف لائے جس راستہ سے گئے تھے۔ 17 مارچ 1886ء کو قادیان پہنچ گئے۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''ہوشیار پور سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ایک بزرگ کی قبر ہے۔ جہاں کچھ باغیچہ سا لگا ہوا ہے۔ وہاں پہنچ کر حضور تھوڑی دیر کے لئے بہلی سے اتر آئے اور فرمایا یہ عمدہ سایہ دار جگہ ہے۔ یہاں تھوڑی دیر ٹھہر جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؑ قبر کی طرف تشریف لے گئے۔ میں پیچھے پیچھے ہو گیا۔ اور شیخ حامد علی اور فتح خان بہلی کے پاس رہے۔ آپؑ مقبرہ پر پہنچ کر اس کا دروازہ کھول کر اندر گئے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر صاحب قبر کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور تھوڑی دیر دعا فرماتے رہے۔ پھر واپس آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو جس بزرگ کی یہ قبر ہے وہ قبر سے نکل کر دوزانو ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئے اور اگر آپ ساتھ نہ ہوتے تو ان سے باتیں بھی کر لیتا۔ ان کی آنکھیں موٹی موٹی ہیں اور رنگ سانولا ہے۔

پھر فرمایا کہ دیکھو اگر یہاں کوئی مجاور ہے تو اس سے ان کے حالات پوچھیں۔ چنانچہ حضورؑ نے مجاور سے دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ میں نے ان کو خود نہیں دیکھا۔ کیونکہ ان کی وفات کو تقریباً ایک سو سال گزر گیا ہے۔ ہاں اپنے باپ یا دادا سے سُنا ہے کہ سانولا رنگ تھا اور موٹی موٹی آنکھیں تھیں اور اس علاقہ میں ان کا بہت اثر تھا۔''

(سیرۃ المہدی، حصہ اول از حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب۔ روایت 86)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان کے عین مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی پیدائش مقررہ مدت میں ہی 12 جنوری 1889ء کو ہوئی۔ اور آپؓ نے 20 فروری 1944ء کو کنک منڈی کے وسیع احاطہ میں اپنے ''مصلح موعود'' ہونے کا اعلان فرمایا اور چلّہ کشی والے مقدس کمرہ میں اجتماعی دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کی روئیداد تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 590 سے تحریر ہے۔

مقدس کمرہ میں اجتماعی دعا

حضرت سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پُر اثر خطاب کے بعد چلّہ کشی والے مقدس و مبارک کمرہ میں تشریف لے گئے جو ان دنوں ایک معزز ہندو سیٹھ ہر کشن داس کی ملکیت تھی۔ جنہوں نے اسے شیخ مہر علی صاحب سے خرید کر اس پر ایک مکان تعمیر کر کے اس کے بالائی حصہ پر سبز رنگ کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چلّہ کشی والا بالا خانہ اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں تھا۔ لیکن اسی موقعہ اور انہی بنیادوں پر ایک کمرہ تعمیر شدہ تھا۔ جہاں سیٹھ صاحب نے بڑی خوشی سے دعا کرنے کی اجازت دی۔ بلکہ حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کے ذریعہ خواہش کی اگر حضرت مرزا صاحب یہاں تشریف لائیں تو میری بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ چنانچہ جب حضورؓ مکان پر تشریف لے گئے تو جناب سیٹھ صاحب اور ان کے خاندان کے دوسرے افراد نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ استقبال کیا اور ایک

بڑے آراستہ کمرہ میں جو مکان کے دوسرے کونے میں واقع تھا حضورؓ کو بٹھایا اور حضورؓ کی خدمت میں پھل پیش کیا اور اپنے خاندان کے افراد کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد حضورؓ مقدس کمرہ میں تشریف لے گئے اور قبلہ رُخ دوزانو بیٹھ کر تسبیح و تحمید کرنے لگے۔ اس کمرہ میں اس وقت کے لئے فرش کا انتظام جماعت کی طرف سے کیا گیا تھا۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے حضرت امیر المؤمنین المصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حسبِ ذیل پینتیس احباب اس کمرہ میں تشریف لے گئے جنہیں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایک کر کے انتظام کے ساتھ اندر بھجوایا۔

(1) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (2) حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (3) صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (4) صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
(5) صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (6) صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (7) صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (8) صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب (9) صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب (10) صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب (11) صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (12) حضرت خان محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (13) صاحبزادہ مسعود احمد خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (14) صاحبزادہ عباس احمد خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (15) حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (16) حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (17) حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (18) حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (19) حضرت علامہ حافظ سید مختار احمد صاحب شاہ جہانپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (20) حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (21) حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد رحمہ اللہ تعالیٰ (22) جناب شیخ بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایڈووکیٹ لاہور (23) حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (24) مولانا عبدالمنّان صاحب عمر ایم۔اے۔ (25) حضرت چوہدری فتح محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایم۔اے (26) حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ (27) حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (28) حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادیان (29) میاں فیروز دین صاحب سیالکوٹ (30) حضرت حافظ نور محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیض اللہ چک (31) حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (32) حضرت منشی محمد الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھاریاں (33) حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (34) جناب صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز ایم۔اے۔

ان احباب کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کمرہ میں تشریف فرما رہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے دعا والا یہ کمرہ اور عمارت کا نصف حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت ہے۔ آج کل اس کمرہ کو بطور مسجد استعمال کیا جا رہا ہے۔ احباب کثرت سے دعا کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

دارالبیعت۔لدھیانہ

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ میں آنے والے ’’مسیح موعود‘‘ کے بارہ میں یہ پیشگوئی فرمائی تھی:

فَيَطْلُبُه، حَتّٰى يُدْرِكَه، بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلَه

(مشکوٰۃ۔ کتاب الفتن)

کہ وہ دجّال کا پیچھا کرے گا اور اسے ’’باب لد‘‘ پر پالے گا اور اسے (بذریعہ دلائل و براہین و دعا) قتل کر دے گا۔

یہ پیشگوئی کئی لحاظ سے پوری ہوئی اور ہو رہی ہے۔ تاریخی لحاظ سے بھی ایک جائزہ تحریر ہے۔

صوبہ پنجاب میں مسیحیت کا آغاز اس طرح ہوا کہ امریکہ سے دو عیسائی مشنری 15 اکتوبر 1833ء کو کلکتہ پہنچے اور وہاں گورنر جنرل لارڈ ولیم بینٹنگ Lord Willaim Benting پسندیدگی کے مطابق یہ فیصلہ ہوا کہ انگریزی مملکت کی سرحد پر ایک مشن قائم کیا جائے۔ چنانچہ پادری جے۔سی۔لوری 5 نومبر 1834ء کو لدھیانہ پہنچ گیا اور وہاں برطانوی حکمران نے اسے مشن قائم کرنے میں ہر قسم کی مراعات دیں۔ زمین دلوائی اور اس طرح صوبہ پنجاب میں پہلا مسیحی گرجا بمقام لدھیانہ 1837ء میں تعمیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف ہے کہ اس نے اسی شہر لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ 20 رجب 1306ء ہجری بمطابق 23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھوا کر قتلِ دجّال کی مہم کا آغاز فرما دیا۔ اور اس شہر کا ابتدائی لفظ بھی ’’لد‘‘ ہے جس جماعت کی بنیاد لدھیانہ میں رکھی گئی وہی ساری دنیا میں پھیل کر دجّال کا قلع قمع کر رہی ہے۔

وہ مکان جس کے کمرہ میں آپؑ نے سب سے پہلے مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی بیعت لی اور جماعت کی بنیاد رکھی دارالبیعت کہلاتا ہے۔ یہ مکان حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گہری محبت رکھتے تھے۔ لیکن قیام جماعت سے قبل ہی فوت ہو گئے تھے۔ ان کی بیٹی سے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی بھی ہوئی۔ یہ مکان حضرت صوفی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادوں نے صدر انجمن کے نام ہبہ کر دیا۔ صدر انجمن نے اس کا انتظام مقامی جماعت کے سپرد کر دیا۔ 1916ء میں اس کی پہلی شکل میں کچھ تبدیلی کر کے جانب شمال ایک لمبا اور پختہ اور ہوادار کمرہ تیار کروا دیا گیا۔ جس کی شمالی دیوار کی بیرونی سطح پر دارالبیعت کا نام اور تاریخ بیعت کا کتبہ ثبت کیا گیا اور صحن میں پختہ اینٹوں کا کوئی بالشت بھر اونچا چبوترا اور ایک محراب بنوا کر نماز کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ دسمبر 1939ء میں نماز گاہ پر ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد کی تعمیر ہوئی۔ بجلی کے قمقمے آویزاں کئے گئے۔ صحن میں نلکہ نصب ہوا اور غسل خانہ جائے ضرورت تیار کی گئی۔ ایک لمبے کمرے کو دو میں تبدیل کر کے مشرقی کمرہ میں احمدیہ لائبریری قائم کی گئی۔ اسی کمرہ کی مشرقی دیوار کے جنوبی کونے کے پہلو میں وہ مقدس جگہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹھ کر پہلی بیعت لی تھی اور جماعت کا قیام عمل میں آیا تھا۔

(تاریخ احمدیت، حصہ دوم، صفحہ 169)

خاکہ دارالبیعت لدھیانہ

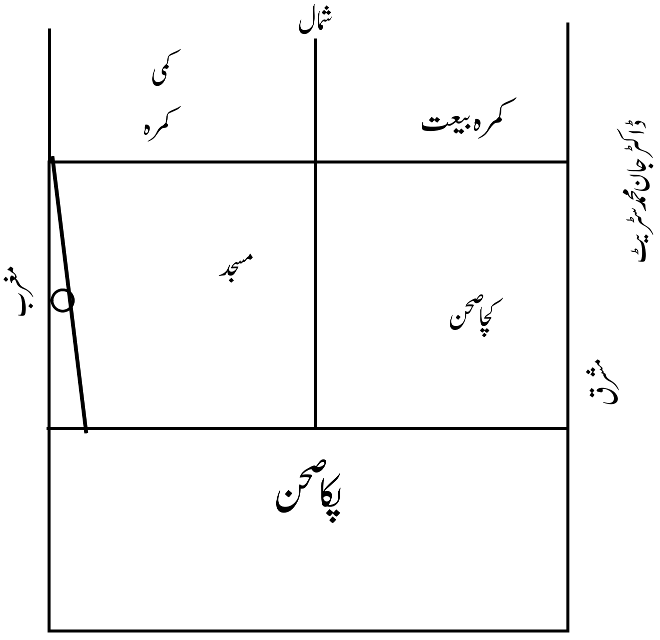

حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کا مکان

شجرِ عظیم

یومِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب، امام مسجد لندن

یوں تو دنیا میں گلستاں ہیں بہت اور جا بجا
ہر طرف ہے رنگ و بو ، اشجار ہیں بے انتہا
اک شجر لیکن ہے سب اشجار سے بالکل جدا
اپنی عظمت اور یکتائی میں ہے سب سے سوا
باعثِ صد رشک ہے یہ امتیاز اس کا جلی
مالکِ کون و مکاں کے ہاتھ سے ہے یہ لگا
باغباں اس کا خدا ہے اور محافظ بھی وہی
اس کے سایہ میں شجر یہ پھولتا پھلتا رہا
اس کی شاخیں ہر زماں بڑھتی رہیں سوئے فلک
اور جڑیں زیرِ زمیں پاتی رہیں نشوونما
دشمنوں نے بارہا چاہا کہ دیں اس کو اکھیڑ
دستِ قدرت بار بار اس کی پنہ بنتا رہا
پیڑ یہ ایسا ہے پھل اس کو سدا لگتے رہے
جب شہیدانِ وفا کا خوں بنا اس کی غذا
دیکھتے ہی دیکھتے ایسا تناور ہوگیا
اس کی عظمت کا ہے شاہد ایک عالَم بَرملا
وہ شجر جلوہ فگن ہے آج ہفت اقلیم پر
اس کے سایہ میں سکوں پاتے ہیں جویانِ خدا
یہ شجر ہے احمدیت ، مامنِ ہر جن و انس
آیا جو اس کے تلے وہ پا گیا رازِ بقا
ایک عالَم جل رہا ہے دھوپ میں بے سائباں
شکر مولیٰ کہ ہمیں یہ سایۂ رحمت ملا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات کے روشنی میں

مکرم سید ساجد احمد صاحب، فارگو، امریکہ

برّصغیر پاک و ہند کے معروف عالمِ دینِ اسلام، الحاج، حکیم، حافظ قرآنِ عظیم، حضرت نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اپنا تن، من، دھن حضرت مرزا غلام احمد، علیہ السلام، مدعیِ مسیحیت، پہ وار دیا تو اس لئے کہ انہوں نے مسیحِ موعود اور مہدیِ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کو خوب پہچان کر اس درِ بے بہا کی قدر کرنے کی حتی المقدور سعی کرنے کی ٹھانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے علمی تبحّر اور فدائیت، دونوں کا برملا اعلان عام فرمایا۔ آپ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی زندگی میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم مقام کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار بڑی وضاحت اور پُر ایمان یقین کے ساتھ ایسے فرما دیا کہ کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ چھوڑی۔ جہاں جماعت احمدیہ کے لئے ان کے ارشادات تقویتِ ایمان کا باعث ہیں وہاں خاص طور پر اہلِ لاہور کے لئے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقامِ نبوت کو قبول نہیں کرنا چاہتے، آپ کے ارشادات میں نور ہدایت کی ایک ابدی نورانی روشنی ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی ہے۔

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر خطبات کتابی شکل میں خطبات نور کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ گو آپ کےتمام خطبات معرض تحریر میں لا کر محفوظ نہ کئے جا سکے، تاہم اس مجموعے میں آپ کے علم و فضل اور ایمان و یقین کا ایک بحرِ بے کراں موجیں مار رہا ہے اور یہ مجموعہ قارئین کے لئے پر لطف دعوتِ عرفان ہے

جہاں یہ مجموعہ متنوع موضوعات پر علم و عرفان کا نور سمیٹے ہوئے ہے، وہاں اس مجموعے میں مقام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی بڑے احسن طریق پر بیان ہوا ہے۔ اس تحریر میں چند اقتباسات بترتیب زمانی قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

☆1902ء☆

1902ء میں حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

’’اور پھر کیا بلحاظ اس انعام اور فضل کے جو ہم پر اللہ تعالیٰ نے کیا کہ تیرہ سو برس سے جس کے دیکھنے کو ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں مخلوق کی آنکھیں ترستی گئی ہیں اور امت کے صلحا اور اولیاء اور علماء ربانی جس کو سلام کہتے گئے، ہم نے اس کا زمانہ پا لیا۔ اور پھر جس سے اکثر لوگوں کی بدبختی نے انہیں محروم رکھا ہمیں اس کی غلامی کا شرف عطا فرمایا اور اس طرح پر ہم پر وہ انعام کیا کہ جیسے اولین میں ایک نبی اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھا، آخرین میں بھی اسی طرح آپ کا تابع نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ اس لئے جب ہم پر یہ انعام، یہ فضل ہوئے ہیں تو اور بھی زیادہ ہمیں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں۔‘‘

(خطبات نور۔ خطبہ نکاح حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، 21 ستمبر 1902ء۔ صفحہ 102)

اس بیان میں آپ نے واضح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع نبی ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور آپ کے لئے نبی کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور آپ کی غلامی کی قدر بیان فرمائی ہے۔

اسی خطبہ میں آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

’’اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ اور اب کوئی نبی اور رسول آپؐ کے سوا نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بھی جو آیا وہ اس کا غلام ہی ہو کر آیا ہے۔‘‘

(خطبات نور۔ خطبہ نکاح حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ عنہ، 21 ستمبر 1902ء، صفحہ 104-103)

اس بیان میں، جیسا کہ آپ کا طرزِ کلام تھا، آپ نے بڑے ہی مختصر الفاظ میں مگر انتہائی جامعیت کے ساتھ ختم نبوت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا مؤقف واضح فرما دیا ہے۔ حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خطبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں ارشاد فرمایا۔ یہ ممکن نہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتفاق نہ ہوتا، یا یہ بیان آپ کے مؤقف سے ہٹ کر ہوتا اور آپ خاموش رہتے اور غلط بات کی تردید نہ فرماتے۔ چنانچہ لاریب یہی مؤقف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا، جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے واضح طور پر اپنی کئی کتب، مثلاً حقیقۃ الوحی، نزول المسیح، تجلیات الٰہیہ وغیرہ میں فرمایا، اور جو خلافتِ حقہ احمدیہ کے ذریعہ سے جماعتِ احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک قائم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ العزیز ہمیشہ قائم رہے گا۔ یہی وہ مؤقف ہے جو مصلح موعود، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے پیش فرمایا، اور یہی مؤقف ہے جو جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے۔ یہی مؤقف حیاتِ اسلام کی جان ہے اور احمدیت کی پہنچان ہے کہ اب صرف چشمہ محمدی فیضانِ الٰہی کا منبع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کی یہی صحیح تشریح ہے اور یہی تعبیر ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں بیان فرمائی ہے۔

یہاں یہ بات بھی بہت ہی قابلِ غور ہے کہ مندرجہ بالا دونوں بیانات جن میں نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے نکاح کے موقع پر دیئے گئے ہیں۔ اس مضمون میں دیا گیا آخری حوالہ، جس میں لفظ نبی استعمال ہوا ہے، وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے نکاح پر دیئے گئے خطبہ میں سے ہے۔ اس طرح حضرت نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کو اس طرف پر حکمت طریقے سے متوجہ فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی مقام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے ذریعے ہی دنیا میں قائم ہوگا۔ اس بات کی پرزور تائید ایک اور بیان سے ہوتی ہے جو حضرت حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1906ء میں دیا اور جس کا ذکر آگے بالترتیب سال 1906ء میں ہے۔

☆1904ء☆

1904ء میں آپ عید کے خطبہ کے دوران میں فرماتے ہیں۔

''بعض وقت لوگوں کے اعمال ایک مامور کو بھی مشکل میں ڈالتے ہیں۔ اس لئے تم لوگوں کو فکر کرنی چاہیئے کہ ایک شخص مامور مرسل تم میں موجود ہے۔ تم نے اپنی برادری اور قوم اور خویش و اقارب کی پروا نہ کر کے اس کے ہاتھ پر خود کو فروخت کر دیا ہے۔ اگر تم میں وہی بلائیں اور ظلمتیں موجود ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ والوں میں تھیں تو تم اس کے راستہ میں روک ڈالتے اور خود فیض سے محروم رہتے ہو۔''

(خطبات نور۔ خطبہ عید الفطر، 9 دسمبر 1904ء۔ صفحہ 177-176)

اس خطبہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مرسل کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

☆1905ء☆

1905ء میں خطبہ عید میں آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

''غرض ہر حکم الٰہی میں اس کو سوچنا پڑتا ہے کہ دین کو مقدم کرتا ہوں یا دنیا کو۔ کسی تقریر اور چالاکی سے کام لے رہا ہوں یا سچے اخلاص سے۔ اپنے ہر قول اور فعل کی پڑتال کرے کہ واقعی خدا تعالیٰ کے لئے ہے یا دنیوی اغراض اور مقاصد پیشِ نظر ہیں۔ پس اپنے اس بڑے عظیم الشان معاہدہ کو اپنے پیشِ نظر رکھو۔ یہ معاہدہ تم نے معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے۔''

(خطبات نور۔ خطبہ عید الاضحیٰ، 16 فروری 1905 صفحہ 187)

اس خطبہ میں پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مرسل کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ گویا پچھلے دو حوالوں کی رو سے آپ نے دوستوں کو خاص عید کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت اور من جانب اللہ ہونا یاد کرایا کہ ہر سال عیدیں آئیں گی اور ہر عید احمدیوں کے لئے مقبولیتِ مقامِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ترقی کی نوید سعید لئے ہوئے آئے گی اور ہر عید خدا تعالیٰ کے فضل سے صداقتِ احمدیت کے چمکتے نشانات اپنے دامن میں لئے عالمِ احمدیت کے لئے خوشیوں سے بھرپور ایک حقیقی عید ہوگی، انشاء اللہ العزیز، اور جیسے عید بار بار آتی ہے، ایسے ہی جماعت احمدیہ پر فیضان الٰہی کی باران رحمت بھی، لمحہ بہ لمحہ، روز بروز، سال بسال، مسلسل برستی چلی جائیں گی۔

☆1906ء☆

1906ء میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اور فرزند کے نکاح کا اعلان فرماتے ہوئے ایک بہت ہی قابل غور و تدبر ارشاد فرماتے ہیں۔

''پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے بہت مخلوق پھیلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات پر اس کا خاص فضل ہوا اور ابراہیم کو اس قدر اولاد دی گئی کہ اس کی قوم آج تک گنی نہیں جاتی۔ اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے امام کو آدم کہا ہے اور بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں۔ کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے رِجَال اور نساء پیدا ہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس سے مکالمات سے مشرف ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ۔''

(خطبات نور۔خطبہ نکاح میاں شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، 15 نومبر 1906ء،صفحہ 240)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں ایک عظیم پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک وقت سے مسلسل پوری ہوتی چلی آرہی ہے۔ اولاد ِحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شروع سے ہی پہچان لیا، اولادِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی مؤید ہوئی، اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمائے ہوئے ختم نبوت کے حقیقی اور ارفع و اعلیٰ معانی کی روشنی میں ادراکِ مقام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل کیا اور اس کی معلن ہوئی۔ انہی کو خدا تعالیٰ نے مقامِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نیک دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے چنا، اور ہماری کیا ہی خوش قسمتی ہے کہ ہمارے موجودہ امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی فرزند حضرت مرزا شریف احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک اولاد میں سے ہیں، جن کے نکاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مندرجہ بالا عظیم الشان پیشگوئی فرمائی۔ اس پیشگوئی کا پچھلے سو سال پورے ہوتے چلے جانا بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت کا زندہ و پائندہ نشان ہے۔

☆1908ء☆

1908ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دختر نیک اختر حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہوسکتا۔ اس وقت بھی جو آیا وہ آپ کا خادم ہو کر آیا ہے۔''

(خطبات نور۔خطبہ نکاح صاحبزادی مبارکہ بیگم صاحبہ، 17 فروری 1908ء، صفحہ 286)

آپ نے اپنے خطبات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اکثر امام اور مامور کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، لیکن بڑی خصوصیت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا اعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبشر اولاد کے خطبات نکاح پر فرمایا ہے، جیسا کہ اس حوالہ اور اس مضمون کے شروع میں دیئے گئے دو حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے، کیونکہ قیامِ مقامِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوامِ پیامِ مسیح محمدی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد نے مرکزی کردار ادا کرنا تھا، اور آپ یہ بات ان کے ذہنوں میں بخوبی جا نشین کرانا چاہتے تھے۔ اس حقیقت کا ظہور جماعت احمدیہ کی سوسالہ تاریخ سے بخوبی ظاہر و باہر ہے، اور اہل نظر و ہمت کے لئے لمحۂ فکریہ ہے اور ایک عام دعوتِ قبولِ حق ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ کینیڈا سے

اظہارِ خوشنودی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک مکتوب مورخہ 2 فروری 2006ء میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا سے یوں اظہارِ خوشنودی فرمایا:

''آپ کی فیکس مورخہ 18 جنوری 2006ء موصول ہوئی۔ جس میں آپ نے قادیان کے سفر سے کامیاب واپسی پر اپنی طرف سے اور احباب جماعت کینیڈا کی طرف سے مبارک دی ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ أحسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ اس سفر کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور اس بابرکت جلسہ کے فیوض کو سارے سال پر محیط کردے۔ اس میں شامل ہونے والے سب احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے جو آپ نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اپنے بے انتہا فضلوں سے نوازے۔

احباب جماعت کو محبت بھرا سلام۔''

بقیہ از صفحہ نمبر 4 خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور انور نے بے ہودہ خاکوں کی اشاعت پر شدید نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سے ہمارے دل دکھی ہیں اور اخبار جنگ لندن میں شائع ہونے والی خبر جھوٹ کا پلندہ ہے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ۔ 7 مارچ 2006ء)

رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں

تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے بعض اہم قواعد

قواعد صدر انجمن احمدیہ

قاعدہ نمبر 391

کسی احمدی لڑکی کی غیر از جماعت سے شادی کی اجازت نہیں ہے۔

قاعدہ نمبر 392

احمدیوں میں رشتہ ناطہ کے وقت اور آئندہ نسلوں کی تربیت کے پیش نظر کسی لڑکے کی غیر از جماعت لڑکی کے ساتھ شادی کے لئے نظارت اصلاح و ارشاد کی پیشگی اجازت ضروری ہوگی۔

قاعدہ نمبر 393

کسی نو احمدی کو اس کی تاریخ بیعت سے ایک سال تک کسی احمدی لڑکی کا رشتہ مرکز کی اجازت کے بغیر نہ دیا جائے۔ اور اگر کسی لڑکے کے متعلق یہ ثابت ہو کہ اس نے رشتہ کی خاطر بیعت کی ہے تو اسے کسی وقت بھی احمدی لڑکی کا رشتہ نہیں دیا جائے گا۔ تاوقت کہ مرکز کی تسلی ہو جائے کہ وہ مخلص احمدی ہے۔ ایسی اجازت کا دینا نظارت اصلاح وارشاد سے متعلق ہے۔

تحریکِ وقفِ نو کے بارہ میں چند ضروری ہدایات

مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب

انچارج شعبہ وقفِ نو مرکزیہ لندن

شعبہ وقفِ نو مرکزیہ کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل ہدایات فرمائی ہیں۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ سب جماعتوں کو اس طرف توجہ دلائی جائے۔

☆ کہ وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ والدین بچوں کی ولادت سے قبل وقف کے لئے تحریری طور پر درخواست بھجوائیں۔ کچھ عرصہ سے بہت سے والدین اس ہدایت پر عمل نہیں کر رہے اور ولادت کے بعد وقف کے لئے درخواست بھجواتے ہیں۔

☆ وقفِ نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ والدین خود وقف کی درخواست بھجوائیں۔ بعض احباب اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتہ داروں کے بچوں کو وقف کرنے کی درخواست کرتے ہیں جو مناسب نہیں۔ ایسی درخواستوں پر غور نہیں کیا جاتا۔ اگر والدین لکھ نہ سکتے ہوں تو تب بھی درخواست ان کی طرف سے ہونی چاہئے۔

☆ حوالہ نمبر کے لئے بعض والدین یا ان کے رشتہ دار سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھ دیتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی درخواست کی جا چکی ہے کہ حوالہ نمبر یا متعلقہ امور کے لئے انچارج شعبہ وقفِ نو مرکزیہ لندن سے رابطہ کیا جانا چاہئے۔ بعض والدین صرف اتنا لکھ دیتے ہیں کہ انہیں حوالہ نمبر درکار ہے مگر کسی قسم کے کوائف درج نہیں کرتے۔ ایسا کرتے ہوئے مکمل کوائف بھجوانے چاہئیں تاکہ ریکارڈ آسانی سے تلاش کیا جا سکے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان ہدایات پر عمل کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

غذا اور صحت کے بارہ میں مضامین کی تحریک

مکرم ملک لال خان صاحب، نائب امیر دوم

علم دوست حضرات سے درخواست ہے کہ غذا اور صحت کے بارہ میں علمی، تحقیقی اور دلچسپ مضامین لکھ کر احمدیہ گزٹ کینیڈا کی خدمت میں بھجوائیں تاکہ قارئین کی معلومات میں مفید اضافہ ہو سکے۔ اس ضمن میں چند موضوعات درج ہیں۔

☆ جدید تحقیق کی رو سے کھانے میں غذا کے گروپس کی اہمیت

☆ مختلف پکے ہوئے کھانے کتنی کتنی دیر تک فرج رفریزر میں محفوظ کئے جا سکتے ہیں؟

☆ عمر کے ساتھ کھانوں میں کس تبدیلی کی ضرورت ہے؟

☆ پاکستان میں جو مرغن اور تلے ہوئے کھانوں مثلاً پراٹھوں، سموسوں وغیرہ کا جو رواج ہے ان کھانوں کے زیادہ استعمال سے پرہیز اور کھانا پکانے کے طریقوں میں تبدیلی کی ضرورت

☆ اسلام نے کھانے کے معاملہ میں حلال کے ساتھ طیّب کی جو شرط عائد کی ہے اس کا کس طرح خیال رکھا جا سکتا ہے۔

☆ فاسٹ یا جنک فوڈ کے مضر پہلو

☆ ناشتے اور ریفریشمنٹ کے نام پر جو اشیاء بازار میں دستیاب ہیں مثلاً ڈونٹ اور کوک وغیرہ ان کے مضر اثرات۔

☆ بیماریوں مثلاً بلڈ پریشر، شوگر، ہارٹ پرابلمز کے رجحانات اور کھانے کے اثرات

☆ وائٹ اور براؤن بریڈ میں غذائیت کا فرق۔ وغیرہ وغیرہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لکھنے والوں کی کوششوں میں برکت ڈالے اور ایسے مضامین کو مجلّہ کے لئے مفید اور مقبول خدمت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

ولادتیں

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم میاں عرفان احمد صاحب اور محترمہ سعدیہ مہدی صاحبہ کو 9 اکتوبر 2005ء کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ اس بچی کا نام بشریٰ امتہ الکافی احمد تجویز ہوا ہے۔ یہ بچی وقف نو سکیم میں شامل ہے۔ عزیزہ بشریٰ سلمہا مکرم میاں محمد حنیف قمر صاحب، پیس ویلج کی پوتی اور مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کی نواسی ہیں۔

ادارہ اس ولادت باسعادت پر مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا، مکرم میاں محمد حنیف قمر صاحب اور ان کے دیگر عزیز و اقارب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے اللہ تعالیٰ اس بچی کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا کرے اور اس کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم بشیر الدین ادریس میاں صاحب اور محترمہ امتہ القدوس سائرہ صاحبہ کو 7 ستمبر 2005ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اس بچے کا نام ریان شریف میاں تجویز ہوا ہے۔ یہ بچہ مکرم انیس احمد میاں صاحب، کیلگری کا پہلا پوتا اور مکرم صادق محمد صاحب آف سیرالیون حال مسّس ساگا کا نواسہ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پیس ویلج کے مکرم عمر فاروق احمد صاحب اور محترمہ تنزیلہ احمد صاحبہ کو 5 جنوری 2006ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ اس بچی کا نام ایمان احمد تجویز ہوا ہے۔ یہ بچی مکرم ڈاکٹر طاہر احمد صاحب لاہور کی پوتی اور مکرم کلیم احمد صاحب جرمنی کی نواسی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و سلامتی والی لمبی عمریں عطا کرے اور ان کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

مکرم پروفیسر مرزا منظور احمد صاحب کی چند یادیں

مکرم مرزا عزیز احمد صاحب، کیلگری

کل من علیھا فانo ویبقیٰ وَجه ربکَ ذو الجلالِ وَالاکرَامِ o

(سورۃ رحمٰن 55 : 27-28)

ترجمہ: ہر چیز جو اس پر ہے فانی ہے۔ مگر تیرے رب کا جاہ و حشم باقی رہے گا جو صاحب جلال و اکرام ہے۔

میرے ماموں اور خسر محترم پروفیسر مرزا منظور احمد صاحب، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت مرزا غلام رسول پشاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ ان کا تعلق ایک اعلیٰ خاندان سے تھا۔ آپ پشاور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد قادیان سے مولوی فاضل کیا۔ اس کے بعد ایف ایس سی اور بی ایس سی کیا۔ نباتیات Botony میں ایم ایس سی کی ڈگری گورنمنٹ کالج لاہور سے حاصل کی۔

آپ کا تعلق محکمہ تعلیم سے تھا۔ صوبہ سرحد کے مختلف کالجوں میں بطور پروفیسر خدمات انجام دیتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو نہایت پُر وقار شخصیت سے نوازا تھا۔ آپ کو بچپن سے ہی خوش پوشی کا شوق تھا اور بچوں کے بھی مختلف موقعوں پر دیدہ زیب پارچہ جات دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے۔ آپ ایک ذہین و فطین پروفیسر تھے اور جلد ہی ترقی پا کر 38 سال کی عمر میں پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہوئے اور 21 سال تک صوبہ سرحد کے مختلف کالجوں میں پرنسپل کے فرائض انجام دیئے۔ آپ گورنمنٹ سپرئیر سائنس کالج پشاور سے 1984ء میں ملازمت سے بخیر و خوبی سبکدوش ہوئے۔ اور اسی سال ہجرت کر کے بمعہ اہل و عیال کینیڈا میں آبسے۔

چونکہ آپ کا تعلق محکمہ تعلیم سے تھا اس لئے ملنے والوں سے ان کا تعلیمی جائزہ لینا ان کا مشغلہ رہا تا کہ اگر کسی کو تعلیمی مشورہ کی ضرورت ہو تو ان کی مدد کر سکیں۔ آپ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی تھے۔ نسخہ جات لکھ کر بھی مریضوں کی مدد کرنا ان کا شیوہ رہا۔

آپ باٹنی کے پروفیسر تھے اگر کبھی پودوں کا ذکر چھڑتا تو بڑی سیر حاصل معلومات فراہم کرتے۔ اور پودوں کی کسی ایک فیملی کا ذکر کرتے ہوئے کافی لمبا لیکچر دیتے۔ جس سے اُن کی علمی قابلیت کا اندازہ ہوتا۔

آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کے آرام اور کھانے کا انتظام بڑے شوق سے کرواتے اور اکثر اس خواہش کا اظہار فرماتے کہ ہمارا کشادہ مکان ہوتا کہ اس میں

مہمان آ کر ٹھہریں۔ آخر خدا تعالیٰ نے آپ کی خواہش پوری کی اور آپ کو ایسے رشتہ دار ملے جن کی وساطت سے خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک اعلیٰ مکان ایڈمنٹن میں بنوانے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس میں مہمانوں کی آمد بھی اکثر رہی جن کو مل کر آپ خوشی کا اظہار فرماتے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو ان کی زندگی میں ہی پورا کیا۔ ایک دفعہ آپ نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ کسی کو ہزار ڈالر بھی دے دیں وہ شاید بھول جائے لیکن اگر آپ کسی کو ایک دفعہ کھانا ہی کھلا دیں تو وہ ساری عمر نہ بھولے گا۔

آپ نے بچوں کی تربیت اسلامی ماحول میں کی۔ ہر روز باقاعدہ نماز باجماعت کا اہتمام ہوتا اور بعض موقعوں پر گھر میں فی البدیہہ وعظ و نصیحت بھی فرماتے رہے جس میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا ذکر فرماتے۔ آپ نے اپنی زندگی بھی **امر بالمعروف اور نھی عنہ المنکر** کے عین مطابق گزاری۔

آخری عمر میں آپ کو Parkison کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا تاہم طبیعت میں مزاح کا پہلو برقرار رہا۔ چنانچہ ایک دفعہ ویسٹرن کینیڈا کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ حاضرین آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ سے ڈر کر کانپ رہا ہوں بلکہ مجھے Parkison کی بیماری ہے جس کی وجہ سے میرے ہاتھ کانپتے ہیں۔ اس سے سامعین میں بھی مزاح کی لہر دوڑ اُٹھی۔

آپ ایک پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ ایک اعلیٰ مقرر اور انشا پرداز ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شفیق باپ، ہمدرد بھائی مثالی شوہر تھے۔ شفیق باپ تو ایسے تھے کہ اب بھی بچوں کو کبھی کبھی خواب میں آ کر ان کے غموں کا سہارا بن کر خواب میں ہی اوجھل ہو جاتے ہیں۔

آپ مکرم کمانڈر چوہدری محمد اسلم صاحب، ایڈیشنل سیکرٹری بیت الاسلام مشن ہاؤس ٹورانٹو اور مکرم شیخ منیر احمد صاحب لاہور کے ہم زلف تھے۔

مکرم پروفیسر مرزا منظور احمد صاحب ایڈمنٹن میں 27 نومبر 2004ء کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ 30 نومبر 2004ء کو مسجد بیت الہادی ایڈمنٹن کے احاطہ میں نماز ظہر کے بعد مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب، مشنری ایڈمنٹن نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ موصی تھے ان کی موصیان کے قطعہ ایڈمنٹن میں تدفین ہوئی۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکز مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا نے 3 دسمبر 2004ء کو نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ محترمہ عارفہ منظور صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم زمانے کے بدلنے کے ساتھ نہ بدلیں بلکہ زمانہ بدل ڈالنے کی طاقت ہم میں پیدا ہو۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مکرم پروفیسر صاحب موصوف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے تمام پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اہم تربیتی پروگرام

مکرم عبدالحلیم طیب صاحب سیکرٹری تربیت، جماعت احمدیہ کینیڈا

شعبہ تربیت آپ کی خدمت میں چند نہایت ضروری امور کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے۔ اس ضمن میں خصوصی کارگذاری کی گذارش ہے۔

1۔ صد سالہ جشنِ خلافت کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ روحانی، نفلی عبادات اور دعاؤں کی تحریک میں احباب جماعت بھرپور حصہ لیں۔

2۔ ناصرات، لجنات اور خدام کے لئے زیادہ سے زیادہ تربیت کے پروگرام، اور رابطہ بڑھائیں۔ صدر لجنہ کے ذریعہ بچیوں کی نیک تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ مشنریز حضرات اپنے حلقوں میں بھی اس ضمن میں خطبات اور جلسوں میں ایسے تربیتی امور بیان کریں جو نیکی، تقویٰ، معاشرتی تعلقات اور دیگر تربیتی امور کے لئے موزوں ہوں۔

3۔ قیام نماز، تلاوت قرآن کریم کی طرف بار بار توجہ دلائی جائے۔

4۔ اصلاحی کمیٹی کو موثر بنایا جائے اور ایسے احباب جو سست ہیں ان سے رابطے بڑھائے جائیں۔

5۔ مشنریز حضرات کی خدمت میں خصوصی درخواست ہے کہ نوجوان، بچوں اور بچیوں کی تربیت اہم معاملہ ہے، ان کی راہنمائی فرمائیں۔

تمام ریجنل امراء، جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اس ضمن میں اپنی کارگذاری سے شعبہ تربیت کو مطلع فرمائیں۔

اعلان نکاح

مسی ساگا کے مکرم عبدالوحید ڈوگر صاحب کے صاحبزادے مکرم بلال وحید ڈوگر صاحب کا رشتہ میپل کے مکرم ناصر احمد گھمن صاحب کی صاحبزادی محترمہ عائشہ ناصر صاحبہ سے طے پایا ہے۔ مورخہ 10 مارچ 2006ء کو نماز جمعہ کے بعد مکرم

مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے بعوض حق مہر پندرہ ہزار ڈالراس نکاح کا اعلان فرمایا۔اور دونوں خاندانوں کے اخلاص، قربانی، وفااور خدمات کا ذکر فرمایا۔یادر ہے کہ دولہا میاں مکرم عبدالحلیم طیب صاحب سیکرٹری تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا کے بھتیجے ہیں۔ادارہ اس پُرمسرت موقع پر دولہا اور دلہن کے تمام عزیز واقارب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور انہیں خوشیوں اور مسرتوں سے مالامال زندگی عطا کرے۔آمین۔

جماعت احمدیہ کے دیرینہ، مخلص اور فدائی احمدی مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب وفات پا گئے۔

یہ امر باعث افسوس ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت عطامحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب اچانک حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے 59 سال کی عمر میں 15 مارچ 2006ء کو مارکھم میں وفات پاگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون 17 مارچ 2006ء کو نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔اور میپل قبرستان میں تدفین عمل میں آئی قبر تیار ہونے کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

مرحوم جماعت احمدیہ کینیڈا کے نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔آپ جماعت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے ہیں۔خاص طور پر جلسہ سالانہ کے موقع پر انفارمیشن ڈیسک پر ہر سال ڈیوٹی انجام دیتے تھے۔ایک لمبا عرصہ سے کینیڈا میں مقیم تھے۔مکرم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ میں زندگی اور موت کے انجام بخیر کے موزوں پر روشنی ڈالی۔ اور مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب کے خاندان کے اوصاف اور خدمات کا ذکر کیا۔

مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ محترمہ شاہ جہاں بیگم صاحبہ، ایک صاحبزادہ مکرم خرم احمد چوہدری صاحب اور ایک صاحبزادی محترمہ عائشہ چوہدری صاحبہ یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ، وان ویسٹ، مکرم چوہدری ودود احمد صاحب، مارکھم کے بھائی اور مکرم محمد دانیال خان صاحب، چیئر مین کمپیوٹر کمیٹی جماعت احمدیہ اوران کے بھائیوں مکرم محمد الیاس خان صاحب، مکرم محمد حزقیل خان صاحب، مکرم محمد یحیٰ خان صاحب، محترمہ فوزیہ علی صاحبہ اہلیہ مکرم عابد علی صاحب، مارکھم کے ماموں اور مکرم فائز محی الدین قریشی صاحب، صدر جماعت احمدیہ ٹورانٹو ایسٹ کے ہم زلف تھے۔ان کے علاوہ مرحوم کے متعدد عزیز واقارب کینیڈا میں موجود ہیں۔اور مکرم چوہدری مجید احمد صاحب خاص طور پر اپنے چھوٹے بھائی کے جنازہ میں شرکت کے لئے کراچی سے تشریف لائے۔ادارہ اس سانحہ پر مرحوم کے تمام عزیز واقارب سے دلی تعزیت پیش کرتا ہے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرحوم کے جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ دے۔آمین

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرم ظہیر احمد راجپوت صاحب ، بریمپٹن ٹریفک کے حادثہ میں 4 مارچ 2006ء کو جاں بحق ہوگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون آپ کی عمر 30 سال کی تھی۔آپ نے اپنے پیچھے بیوہ محترمہ کنول راجپوت صاحبہ اور ایک بچہ یادگار چھوڑا ہے۔آپ مرحوم مکرم چوہدری عبداللطیف راجپوت، اسلام آباد کے بیٹے تھے اور مرحوم مکرم چوہدری محمود احمد راجپوت، مکرم جمیل احمد سعید صاحب، صدر جماعت بریمپٹن کے بھانجے اور مکرم محمد مسعود چوہدری صاحب کے داماد تھے۔

☆ محترمہ نرگس خالد صاحبہ اہلیہ مرحوم مکرم خالد رؤوف لودھی صاحب، ٹورانٹو سینٹرل 54 سال کی عمر میں 9 مارچ 2006ء کو وفات پاگئیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون آپ مکرم ضیاء خالد صاحب کی والدہ، محترمہ نصرت مبشر صاحبہ ہملٹن اور مکرم شوکت فاروقی صاحب، آشواہ ان کے بھائی تھے۔

10 مارچ 2006ء کو نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔اوراس کے بعد میپل قبرستان میں ان دونوں کی تدفین عمل میں آئی۔

نمازِ جنازہ غائب

☆ مکرم نواب انیس احمد خان صاحب، مسس ساگا اپنی صاحبزادی کے پاس لاہور گئے ہوئے تھے وہاں اچانک حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے یکم فروری 2006ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون مرحوم نیک، صالح، ہمدرد، علم دوست اور وضعدار انسان تھے۔آپ نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔آپ، مکرم نواب شاہد احمد خان صاحب، مسس ساگا کے والد محترم تھے۔مکرم امیر صاحب نے ان کی نماز جنازہ غائب 17 فروری 2006ء کو پڑھائی۔احباب سے درخواست ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ مذکورہ بالامرحومین کی مغفرت فرمائے اوران کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔